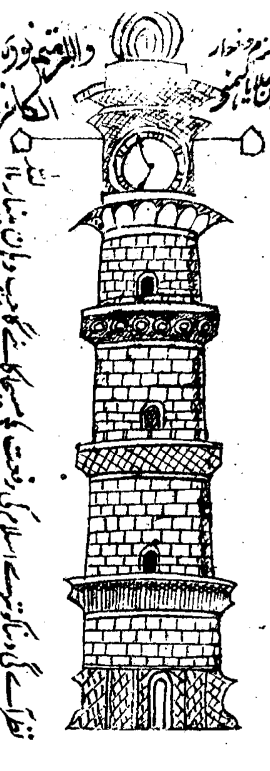


إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

إِنَّهٗ اٰوَى الْقَرْيَةَ

الحکم

دار الامان حضرت قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

نمبر ۲	۳۱ جولائی سنہ ۱۹۰۲ء مطابق ۵ ربیع الثانی سنہ ۱۳۲۰ھ روز پنجشنبہ	جلد ۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیر گولڑی کی کتاب کی حقیقت

التذکرۃ والتبصرۃ لاولی الابصار والافکار

اہل انصاف غور سے پڑھیں

آج کل سائیں مہر علی صاحب چشتی نے ایک کتاب بنام سیف چشتیائی بجواب شمس بازغہ مؤلفہ حضرت مولوی سید محمد احسن صاحب فاضل امروہی لکھی ہے جس کے صفحہ ۱۹۵ پر وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ کی تفسیر و حاشیہ چڑھاتے ہوئے سائیں صاحب نے مندرجہ ذیل ایک عجیب و غریب قصہ بطور نظیر لکھا ہے چنانچہ وہ قصہ سیف چشتیائی سے بعینہ یہاں نقل کیا جاتا ہے وہو ہذا!

قطب العالم سلطان العاشقین دیوان المعشوقین حضرت خواجہ محمد سلیمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا قصہ مشہور ہے کہ آپ کے ایک خادم بارگاہ کو جب ہنود نے ایک ہندو کے مکان میں جس میں بغرض ملاقات محبوبہ جا گھسا تھا اُس کے پکڑنے کا ارادہ کیا تو کیا دیکھتے ہیں کہ اندر میں اُس محبوبہ کا شوہر ہے وہ خادم نہیں۔ بعد اس کے ایک روز قطب العالم رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے اُسکو فرمایا کہ فلانے میں تمہارے لیے کب تک فلاں ہندو بنوں گا میرے سفید بالوں سے حیا کر۔ اس قصہ عجیبہ کا یہاں ذکر کرنے سے سائیں صاحب کی یہ غرض ہے کہ جیسے قطب العالم نے بشکل ہندو متشکل ہو کر اپنے خادم بارگاہ کو چھپا لیا تھا ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ بھی کسی دوسرے انسان پر ڈالی گئی تھی اور اُس مشبہ کو یہودیوں نے پھانسی دیدیا۔

ناظرین غور سے پڑھیں اور سوچیں کہ یہ کیسا لغو قصہ ہے جس نے مہر علی صاحب کے سارے اگلے پچھلے سرمایہ و کمال کو پبلک کے سامنے ظاہر کر دیا۔ اب ہم ترتیب وار اس لغو قصہ کو قرآن کریم کے معیار صادق کے سامنے پیش کر دیتے ہیں ناظرین خود کھرے کھوٹے کو اس سچی کسوٹی سے پرکھ کر پیر صاحب کی مؤلفات اور اُن کے مایہ کمال کو جانچ لیں گے کہ ایک صادق مامور من اللہ کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر اپنے ہاتھوں سے اپنی پردہ دری کرا رہے ہیں۔ غور کرو

خدا تعالےٰ فرماتا ہے تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ یعنی نیکی اور تقویٰ پر لوگوں کی مدد کرو اور گناہ اور زیادتی پر مدد نہ کرو۔ پھر خداوند تعالےٰ فرماتا ہے فَلَا تَكُوْنَنَّ ظَهِيْرًا لِّلْمُجْرِمِيْنَ یعنی مجرموں کا مددگار نہ ہو۔ پیر صاحب لکھتے ہیں کہ قطب العالم نے اپنے خادم بارگاہ کی ایسے موقعہ پر مدد کی جو گناہ کے ارادے سے بغیر اجازت مالک مکان دوسرے کے مکان میں جا گھس گئے پھر طرفہ یہ کہ خواجہ صاحب بر بھی مداخلت بیجا کے جرم کا ثبوت دیا جاتا ہے۔ خدا تعالےٰ تو یوں فرماتا ہے وَلَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا یعنی اپنے گھروں کے سوا دوسروں کے گھروں میں اُن کی اجازت کے سوا مت داخل ہو۔ اگر خادم بارگاہ کوئی بے علم نادان تھا تو کیا قطب العالم صاحب کو ارشاد ایزدی معلوم نہ تھا۔ اور سنو۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ یعنی مومنوں کو کہہ دو کہ اپنی آنکھیں نیچی کریں اور اپنے شرمگاہوں کی نگہبانی کریں۔ پیر صاحب لکھتے ہیں اور حضرت خواجہ محمد سلیمان پر ناحق تہمت لگاتے ہیں کہ وہ اپنے مع خادم کے ایک اجنبی عورت کے پاس کوٹھڑی میں گھس گئے

اور اُس خادم کو اس امر شنیع سے منع نہیں کیا بلکہ کئی بار اُس کے لیے خود ہندو بنے۔

درحقیقت اب معلوم ہوا کہ اجنبی عورت کے ساتھ عشقبازی اور مداخلت بیجا سلیمانی اپنا بہت فخر جانتے ہیں اس لیے پیر صاحب نے خواجہ صاحب اور اُن کے خادم بارگاہ کے گناہ کو بطور فخر ظاہر کیا۔ پھر پیر صاحب نے خواجہ صاحب کی جانب سے لکھا ہے کہ فلانے کب تک میں تمہارے لیے ہندو بنوں گا۔ اس لیے معلوم ہوا کہ قطب العالم اس واقعہ سے پہلے بھی کئی بار بلا تعداد ہندو بن چکے ہیں مگر پیر صاحب خدا تعالے تو یوں فرماتا ہے ان الذین امنوا ثم کفروا ثم امنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفراً لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم سبیلاً ۔ یعنی جو ایمان لائے پھر کافر ہو پھر ایمان لائے پھر کافر ہوئے پھر انکار میں بڑھ گئے تو خداوند تعالے اُنکو نہیں بخشے گا اور نہ اُن کو سیدھا راستہ دے گا۔ خیال فرماؤ پیر صاحب نے خواجہ صاحب پر ناحق تہمت لگائی اور اُن کو ہندو بنا کر اسلام سے خارج ہونے کی نسبت کی۔

واہ سائیں صاحب اپنے بزرگوں کی پیشواؤں اور اُن کے پیروں کی خوب عزت و تعظیم کی اور پردہ پوشی کا حق بجا لائے ہو پھر پیر صاحب نے اسی فرضی میں لکھا کہ قطب العالم نے خادم کو فرمایا میرے سفید بالوں کی حیا کر گویا قطب العالم صاحب خداوند تعالے کا خوف یاد نہیں دلاتے بلکہ اپنی شخصی عزت قائم رکھنے کے لیے فرماتے ہیں کہ میرے سفید بالوں کی حیا کر۔ مومن اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سچے تابعدار ہوتے ہیں وہ تو یوں فرمایا کرتے ہیں اتقوا اللہ۔ یعنی خدا تعالے سے ڈرو پھر خدا تعالے فرماتا ہے اتقوا اللہ یعنی خدا تعالے سے ڈرو۔ وَاِیَّایَ فَارْھَبُوْنَ یعنی میرے ہی سے ڈرو۔ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ یعنی لوگوں سے نہ ڈرو میرے ہی سے ڈرو۔ کیا جو قطب العالم ہوا کرتے ہیں وہ خدا تعالے کا خوف یاد دلاتے ہیں یا اپنا۔ واہ سائیں صاحب حضرت اقدس مرزا صاحب کے مقابل ہو کر عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور اُن کے آسمان پر جانے کے خوب قابل وثوق پختہ دلائل پیش کرتے ہو جبکہ بچے بھی پڑھ کر ہنسی اور ٹھٹھا کرتے ہیں ناظرین غور فرماویں یہ ہے وَلٰکِنْ شُبِّہَ لَھُمْ کی تفسیر اور اس واقعہ کی نظیر جو لکھتے ہیں گولڑی صاحب۔

درحقیقت یہ قصہ پیر صاحب کے لیے یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْہِ کا مصداق ہو گیا ہے۔ واضح ہو پیر صاحب نے یہ قصہ لکھ کر جو حضرت سلیمان صاحب پر تھوپا ہے سراسر غلط اور بے ہودہ ہے۔ کیونکہ اس قصہ میں سارے کبائر گناہوں کے ثبوت دیے گئے ہیں حالانکہ ایسے گناہ متقی مومنوں بالخصوص ایسے بزرگوں سے صادر نہیں ہوتے۔ سائیں صاحب یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ سلیمان صاحب نے اپنی شکل کو متشکل کر کے خادم کو بچا لیا تھا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی شبیہ خود بخود حواری پر ڈالی تھی اور وہ معہ اُس شبیہ کے مقتول ہو گیا تھا یا یہ کام خدا تعالیٰ نے کیا یہ مقام قابل غور ہے کہ حواری معہ شبیہ حضرت علیہ مقتول ہو گیا۔ پھر اسمیں یہود سچی ہیں لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا یہودیوں نے سمجھا ہوا تھا کہ عیسیٰ جو مدعی نبوت ہے وہ اپنے دعوی میں جھوٹا ہے اگر وہ اپنے دعوے میں سچا ہوا تو بموجب شہادت توریت کتاب استثنا ۱۸ ہم اُسکو قتل نہیں کر سکیں گے۔ تو جب کہ یہود نے بعینہ حضرت عیسی کی شبیہ کو قتل کر ڈالا تو پھر وہ معذور ہیں اور اپنے دعوے میں سچے ہوتے ہیں حالانکہ خداوند تعالے فرماتا ہے وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا یعنی اسکو قتل کرنے کا یہود کے پاس کوئی یقینی ثبوت نہیں اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شبیہ کو وہ قتل کرتے تو اُنکو یقین ہوتا۔ اور قتل شبیہ سے خداوند تعالے یہود کو یوں ہرگز نہ فرماتا وَمَا قَتَلُوْہُ یَقِیْنًا کیونکہ شبیہ کے مقتول ہونے سے یہود معذور ہو جاتے اور پھر خداوند تعالے معذور کو ملزم نہیں بناتا لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا

خداوند تعالے کو حضرت عیسیٰ کے آسمان پر بجانے کی ضرورت کیا تھی کیا ہمارے مخالفین میں سے کوئی ہے جو اس بات کو بیان کرے ہاں سنو خداوند تعالے فرماتا ہے مجھے کسی زندے اور مردے انسان کو آسمان پر لے جانے کی ضرورت نہیں اور نہ یہ کام میرے قانون کی کتاب میں درج ہے چنانچہ خداوند تعالے فرماتا ہے اَلَمْ نَجْعَلِ الْاَرْضَ کِفَاتًا اَحْیَآءً وَّ اَمْوَاتًا یعنی کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کے سمیٹنے والی نہیں ٹھیرایا جو ہم کسیکو آسمان پر لے جاویں۔ سائیں مہر شاہ صاحب سیف چشتیائی کے صفحہ ۱۹۵ پر ۱۹ سطر سے یوں رقمطراز ہیں "الغرض ایک شخص کا متشکل باشکال مختلفہ ہو جانا یا ایک ہی شخص کا ایک وقت میں متعدد مکانوں میں موجود ہونا صرف امکان ہی نہیں کہنا ہے بلکہ واقعات مشہودہ میں سے ہے"۔ واہ واہ سائیں صاحب اگر یہ بات ممکنات میں سے ہے تو ایسی کرامت کا اظہار آج کل فرض عین ہے آپ کی یہی ایک کرامت دیکھکر ہزاروں لوگ آپ کے آگے گردن جھکا لیں گے ورنہ عنقریب زمانہ آتا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کے ۰۰۰۰۰ ہزار مریدوں میں لاکھوں اور آ کر شامل ہوں گے اور آپ دست حسرت ملتے ہوئے رو دینگے۔ پھر آپ لکھتے ہیں بلکہ یہ بات واقعات مشہودہ میں سے ہے۔ لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکٰذِبِیْنَ اگر ہے تو دکھاؤ۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ۔ ہاں شعبدہ بازی کا ایک طریقہ ہند وپنجاب میں آج کل بھی ہے ایک شیشہ ہے جو خود دکھائی نہیں دیتی اور اُس کے پیچھے ایک وجود کے کئی وجود بلکہ اُس شیشہ کے پیچھے ایک آدمی کے سارے اعضا کاٹے ہوئے الگ الگ دکھائی دیتے ہیں یہی کرتب سیکھکر لوگوں کو دکھا دو تا کچھ اور جاہل آپ کے دام میں پھنس جاویں گے تا قطب العالم والے قصہ کی تصدیق اور سچائی کے جو معتقد ہیں کچھ تعجب نہیں کہ آپ کی یہ کرامت بھی شہرت کریں مگر سائیں صاحب موتی پر ناحق تہمت نہ لگاؤ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لَا تَذْکُرُوْا مَوْتَاکُمْ اِلَّا بِخَیْرٍ ایسے واہیات قصوں کو

قرآن کریم کی تفسیر میں داخل مت کرو۔ بتاؤ من فسر القرآن برائه فلیتبوأ مقعدہ من النار۔ اس قصہ کو قرآن کریم کی تفسیر میں داخل کرنے والے کے مصداق ہے یا نہیں۔

پھر سائیں مہر شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے رسول ہونے کا دعویٰ کیا ہے سنو حضرت مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ میں خدا تعالیٰ کا فرستادہ اور اُس کا رسول ہوں اور وہ اپنی غیب کی باتیں بجز مقبول فرستادوں کے کسی پر نہیں کھولتا چونکہ مجھ پر قبل از وقت وقوع غیب کی خبریں کھولتا ہے جو پوری ہو جاتی ہیں اس لیے میں اُسکا رسول ہوں۔ چنانچہ اب تک صدہا پیشگوئیاں جو قبل از وقت وقوع دنیا کے آگے حضرت مرزا صاحب نے پیش کی ہیں پوری ہو گئی ہیں اگر وہ خدا تعالیٰ کے فرستادہ نہ ہوتے تو فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول کے ہرگز مصداق نہ ہوتے واقعی اگر چشتی صاحبان کو اپنے گھر کی خبر ہوتی تو یہ اعتراض نہ کرتے کتاب القول المستحسن فی فخر الحسن جو کہ حضرت سلیمان صاحب کے زمانہ میں اُن کے ایک مقبول عالم مرید نے اتصال الامام الحسن البصری با میر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے بارہ میں عربی زبان میں ایک ضخیم کتاب لکھی ہے جو فخر المطابع دہلی میں کئی سال سے چھپ چکی ہے اور خاندان چشت نظامی میں ایک مقبول اور معروف کتاب ہے اُس کے صفحہ ۱۹۶ سطر ۱۶ پر علامہ مؤلف یوں لکھ گئے ہیں فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول ای ونبی وولی مقبول یعنی خداوند تعالیٰ اپنے بھید کی باتیں بجز اپنے فرستادہ نبی اور ولی کے اور کسی پر ظاہر نہیں کرتا۔ اس علامہ نے اس امر کی ایک اور جگہ بھی تشریح کی ہے متقدمین اولیاء اللہ میں سے اس امر کی شہادت چاہتے ہو تو سن لو۔ حضرت سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

وَمَا مِنْهَا شُهُورٌ وَ دُهُورٌ
تَمُرُّ وَ تَنْقَضِيْ اِلَّا اَتٰى لِيْ
وَيُخْبِرُنِيْ بِمَا يَاْتِيْ وَيَجْرِيْ
وَتُعْلِمُنِيْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِيْ

اور اپنے قصیدہ کے ان اشعار میں دعویٰ کرتے ہیں کہ قبل از وقوع امور آئندہ کے مجھی اطلاع دیجاتی ہے۔ غور کرو یہ دعویٰ رسالت نہیں تو اور کیا ہے اگر وہ رسول نہ ہوتے تو یہ دعویٰ کیوں کرتے کیونکہ انکو خبر تھی کہ اس امر میں نص قطعی الدلالۃ آ چکی ہے فلا یظہر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول چونکہ انکو یقین تھا کہ ماتہ زعم کا میں مجدد ہوں خدا کا رسول ہوں اسلیے وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تا دم زیست خداوند تعالیٰ کی سُنت میرے ساتھ یہی رہے گی کہ وہ مجھے اپنے بھید کی باتوں پر اطلاع دیتا رہے گا۔ اس لیے فرماتے ہیں۔

وَتُخْبِرُنِيْ بِمَا يَاْتِيْ وَيَجْرِيْ
وَتُعْلِمُنِيْ فَاَقْصِرْ عَنْ جِدَالِيْ

یہ نہ کہو کہ انھوں نے اپنی زبان سے دعویٰ نہیں کیا اُنکے الہامات اور کتاب فتح الربانی دیکھو۔ ایک شخص بحکم لاٹ صاحب تحصیل میں آکر تحصیلداری کا کام کرنے لگے اور اسکی تحصیلداری کے کام کو لوگ دیکھ لیں پس اُس کا کام خود دعویٰ ہے اور نیز دلیل ہے اُس کے دعویٰ کی ۔ تحصیل یا ضلع کے چپڑاسی کے پاس جو چپڑاس کی مہر ہوتی ہے اُس کی وہی زبان اور دعویٰ اور دعویٰ کی بیّن دلیل ہوتی ہے کہ میں تحصیل یا ضلع کا چپڑاسی ہوں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خداوند تعالیٰ ہر ایک صدی کے سر پر دین اسلام کو تازہ کرنے کے لیے اپنی طرف سے مامور کرکے بھیجتا ہے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا۔

لفظ بعث جو نبیوں اور رسولوں کے لیے خداوند تعالیٰ نے قرآن کریم میں استعمال فرمائے ہیں وہی لفظ مجدد کے لیے اس حدیث میں مذکور ہے چنانچہ خداوند تعالیٰ فرماتا ہے فبعث اللہ النبیین یعنی خدا تعالیٰ نے نبی بھیجے ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ خداوند تعالیٰ ہر صدی کے سر پر بھیجتا رہے گا پس جو خداوند تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جاوے اُسکو رسول نہ کہا جاوے تو کیا کہا جاوے خدا تعالیٰ کا فرستادہ رسول ہی ہوتا ہے اور ہر مجدد مائۃ کو خدا تعالیٰ خود اپنا رسول فرماتا ہے تم اُسکو رسول کیوں نہیں مانتے۔

بھلا انسان کا بھیجا ہوا تو رسول کہلاوے اور خدا کا بھیجا ہوا نہ رسول نہ کہلاوے کیسی بے انصافی ہے۔ عزیز مصر نے یوسف علیہ السلام کے جانب جو قاصد بھیجا تھا اُس کے بارے آیا ہے فلما جاء الرسول جب وہ قاصد فرستادہ یوسف علیہ السلام کے پاس آیا۔ آج کل تو ہر ایک فرد دنیاوی امور میں رسول بنا ہوا ہے۔ بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔ مگر خدا کے بھیجے ہوئے کو رسول کہنے سے جھجکتے ہیں۔ البتہ جو مجدد ہر صدی کے سر پر خداوند تعالیٰ کی طرف سے رسول ہو کر آتے ہیں اُن کا صرف یہی کام ہوتا ہے کہ امور دین اسلام میں جو غلطیاں ہو جاتی ہیں اور اپنے خیالات اور اوہام کو لوگ داخل کرکے اسلام کے اُس اصلی شکل و چہرہ کو جس رونق کے ساتھ اُسکو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لائے تھے چھپا دیتے ہیں تب وہ مجدد لوگوں کے زوائد کو اُٹھا کر اسلام کا اصلی چہرہ و شکل دکھا دیتا ہے پس مجدد خداوند تعالیٰ کی طرف سے اپنے امور کے لیے مامور ہو کر آتا ہے۔ چنانچہ مجدد صدی چہارم حضرت مسیح موعود کے بارے میں القول المستحسن فی فخر الحسن کے ص ۵ سطر ۱ پر علامہ مؤلف یوں لکھتے ہیں وکذلک یقع من عیسی فانہ اذا نزل یدع کثیرا من شرع الاجتہاد المقرر فتبین برفعہ صورۃ

الحق المشروع الذی کان علیہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیح موعود کو حکم و عدل فرمایا ہے حکم و عدل سے کئی نادان ناراض بھی ہوا کرتے ہیں۔ موجودہ فرقے اہل اسلام کے اگر راستی پر ہوتے تو خدا تعالے ایک شخص کو حکم و عدل کے نام سے نامزد کر کے کیوں بھیجتا جو انمیں آ کر حق اور باطل کی انکو تمیز کر کے دکھادے۔

اگر یہ کہو کہ حضرت مرزا صاحب نے حضرت عیسی کا لقب کیوں اختیار کیا تو یہ خدا تعالے سے پوچھنا چاہیے کہ خدا تعالی نے یہ لقب کیوں انکو دیا ہے دنیا میں یہی قاعدہ ہے کہ جو انسان اخلاق و صفات و قوی و کام میں کسی دوسرے کے ساتھ مشابہ ہو اسکو اسی کے نام سے موسوم کر دیتے ہیں اور خدا تعالے اور انبیا کی تو یہ قدیمی سنت ہے۔ دیکھو القول المستحسن ص ۱۹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی کو حضرت عیسی علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دی ہے چند نام کے موحد جو پیر صاحب کی ہاں میں ہاں لگاتے ہیں منافقانہ طور پر ملا کر شامل ہو جاتے ہیں انکی کتاب سیف چشتیائی کے ص ۱۹ اسطر ۹ سے لیکر مندرجہ ذیل عبارت پڑھ لیں جہاں و لکن شبہ لھم کی تفسیر لکھتے ہوئے یہ حقائق و معارف درج کیے ہیں۔ رہا یہ کہ القاء شبہ امکان و وقوع بھی رکھتا ہے یا نہیں اور بر تقدیر وقوع منافی ہے حکمت الٰہیہ یا نہ سو معروض ہے کہ تعینات و تشکلات جو عارض ہیں حقیقت جامعہ کو بمنزلہ لباسوں کے ہوتے ہیں یہی حقیقت ایک لباس کو اتار کر دوسرے کو پہن سکتی ہے بحول اللہ و قوتہ۔

اسجگہ ہم پیر صاحب سے صرف اتنی عرض کر کے پوچھتے ہیں کہ حقیقت جامعہ سے مراد آپ کیا رکھتے ہیں۔

اعجاز المسیح میں جو آپ نے نکتہ چینیاں کی ہیں اسمیں پادریوں اور نصاری کی نکتہ چینیاں قرآن کریم پر تعداد و نمبر میں زیادہ ہیں مگر کیا وہ قرآن کا مقابلہ کر سکتی ہیں ہرگز نہیں پس جیسا پادری اور نصاری قرآن شریف کی ایک چھوٹی سی سورۃ سے فصاحت و بلاغت میں مقابلہ نہیں کر سکتے نکتہ چینیاں آسان ہیں پر نکتہ نمائی مشکل ہے اگر نکتہ نمائی آسان ہوتی تو بالمقابل تفسیر لکھنے سے کیوں بھاگے ہو۔ اور یہ جو آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود نے کسی دوسرے فصیح بلیغ کتاب سے سرقہ کر کے عبارت لکھی ہے سنو۔ عرب و عجم کے سیکڑوں شاعروں و ادیبوں کی نظم و نثر میں کئی موقع میں توافق ہو گیا ہے جنھوں نے ایک دوسرے کو نہ دیکھا نہ سنا اور جن کی امکنہ و ازمنہ پر دو میں بعد پایا گیا ہے پس کیا ہم انپر یہ گمان کرینگے کہ وہ سب کے سب ایک دوسرے کے نقال اور سارق رہی ہیں ان کے بعض مواقع نظم و نثر میں تطابق و توافق پایا جاتا ہے نہیں نہیں کسقدر کوئی شخص نقال اور سارق ہونے سے ادیب و فصیح و بلیغ نہیں ہوتا اگر یہ بات ہوتی تو آپ کے لیے اب بھی موقع ہے سورہ فاتحہ کی تفسیر ایسی فصیح و بلیغ عربی میں اگر آپ لکھ نہیں سکتے تو سرقہ کر کے ہی دنیا کو دکھاتے فان لم تفعلوا و لن تفعلوا حضرت مرزا صاحب نے تو یہی اشتہار دیا تھا کہ میری عربی اور عرب کے ادیب کی عبارت میں تمیز کر کے دکھا دو تو انعام لو مگر تم لوگوں میں سے کوئی بھی نہ اٹھا اب تم احیاء و غیرہم ہو خدا کیطرف سے تمپر حجت پوری ہو چکی

محمد فضل چنگوی احمدی

مکرر

اگر کہو ختم نبوت کے معنی کیا ہیں۔ تو سنو الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی جو کچھ قرآن کریم میں خدا تعالی نے حلال و حرام اوامر و نواہی بیان کرنے ہیں اور جو ہمکو بذریعہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ چکی ہیں انمیں کمی و زیادتی تغیر و تبدل نہیں ہو سکیگا اور قیامت تک نبی اور رسول آتے رہیں گے مگر احکام اوامر و نواہی وغیرہ میں سب محمد رسول صلعم کے تابع ہونگے یہی معنے ہیں ختم نبوت کے۔ محمد فضل

مختصر نوٹ اور نکات

دارالامان کی ضروریتیں یوماً فیوماً بڑھ رہی ہیں خصوصاً مدرسہ اور مہمان خانہ کی وسعت کا سوال آج کل خصوصیت سے قابل غور ہو رہا ہے مدرسہ کی حالت یہانتک کمزور ہو رہی ہے کہ اگلے مہینہ غالباً مدرسہ کے ماہواری اخراجات بھی مشکل سے پورے ہوں اگرچہ ہمارا یقین ہے کہ یہ کاروبار جو خدا تعالے کے قائم کردہ سلسلہ سے متعلق ہے چلے گا اور ضرور چلے گا لیکن اسوقت نصرت کرنے والوں کو بڑے بڑے مدارج کا مستحق بنانے کے لیے اللہ تعالے اس قسم کی تقریبیں پیدا کر دیتا ہے۔ ورنہ اللہ تعالی کے حضور تو زمین و آسمان کے خزانے ہیں پس مبارک ہیں وہ لوگ جو اسوقت نصرت کر کے اجر نصرت کے مستحق ہو جاتے ہیں قال الامام الموعود علیہ السلام

بہمت اہل نصرت را دہشد اخی ورنہ
قضائے آسمانست این بہر حالت شود پیدا

ایک شخص جو اس دنیا میں موجود ہے جب تک وہ تزکیہ نفس کر کے اپنا سلوک ختم نہیں کر لیتا اور پاک ریاضتوں سے گندے جذبات دل سے نہیں نکال دیتا اسوقت تک وہ کسی حیوان یا کیڑے مکوڑے سے مشابہ ہوتا ہے اور جوں جوں وہ اپنے نفس کا تزکیہ کر کے اپنی حالت میں ایک تبدیلی کرتا جاتا ہے اسکی انسانیت (جو ایک پاک جوہر ہے) کی طرف آتا ہے۔ اور اسی زندگی میں وہ گویا ہزار ہا موتوں سے نکل کر انسانیت کا شرف حاصل کرتا ہے یہ ایک منزل ہے سلوک کی راہ میں۔ جہاں نا واقف اور ظاہر پرست لوگوں نے بعض اہل اللہ کے کلام میں دھوکا کھایا ہے اور تناسخ کا استنباط کیا ہے جو صحیح نہیں۔

کتاب آیات الرحمان

مصنفہ فاضل اجل حضرت مولانا سید محمد احسن صاحب امروہوی جو جواب عصائے موسیٰ مولوی الٰہی بخش صاحب اکونٹنٹ ... کا اس سے ازالہ کر دیا ہے ... قیمت ... دارالامان

کلمات طیبات

حضرت امام آخرالزمان سلمہ الرحمٰن

کی ۴ دسمبر ۱۹۰۱ء بعد نماز مغرب

ایک تقریر

ایک بہت ہی ضروری امر ہے جو میں بیان کرنا چاہتا ہوں۔ اگرچہ میری طبیعت بھی اچھی نہیں ہے لیکن کل نواب صاحب جو جانے والے ہیں اس لیے میں نے مناسب سمجھا کہ میں بیان کر دوں تا کہ وہ بھی سُن لیں اور جماعت کے دوسرے لوگ بھی سن لیں اور وہ یہ ہے۔

کہ تمام انبیاء علیہم السلام جو دنیا میں آئے ہیں اگرچہ انھوں نے جو احکام دنیا کو سنائے وہ مبسوط اور مطول تھے اور بہت کچھ جزئیات بھی بیان کریں اور تمام امور جو توحید۔ تہذیب۔ معاملات اور معاد کے متعلق ہوتے ہیں غرض جسقدر امور انسان کو چاہیے ان سب کے متعلق وہ ہر قسم کی ہدایتیں اور تعلیمیں لوگوں کو دیا کرتے تھے۔ یا وجود ان ساری جزئی تعلیموں اور ہدایتوں کے ہر ایک نبی کی اصل غرض اور مقصد یہ رہا ہے کہ لوگ گناہوں سے نجات پاکر اور ہر قسم کی بدیوں اور بدکاریوں سے کلی نفرت کرکے خدا ہی کے لیے ہو جاویں۔ انسانی پیدایش کی اصل غرض اور مقصد بھی یہی ہے کہ وہ خدا ہی کے لیے ہو جائے اس لیے انبیاء علیہم السلام کی بعثت کی غرض اسی مقصد کیطرف انسان کو رہبری کرنا ہوتا ہے تا کہ وہ اپنی گم گشتہ متاع اور مقصد کو پھر حاصل کر لے۔ گناہ اگرچہ بہت ہیں اور اُن کے بہت سے شعبے اور شاخیں ہیں یہانتک کہ ہر ادنیٰ قسم کی غفلت بھی گناہ میں داخل ہے لیکن عظیم الشان گناہ جو اس مقصد عظیم کے بالمقابل انسان کو اصل مقصد سے ہٹانے کے لیے پڑا ہوا ہے وہ شرک ہے انسان کی پیدایش کی اصل غرض اور مقصد یہ ہے کہ وہ خدا ہی کے لیے ہو جائے اور گناہ اور اس کے محرکات سے بہت دور رہے اس لئے کہ جوں جوں بدقسمت انسان اس میں مبتلا ہوتا ہے اسی قدر [دور] اپنے اصلی مدعا سے دور ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ آخر گرتے گرتے ایسی سفلی جگہ پر جا پڑتا ہے جو مصائب اور مشکلات اور ہر قسم کی تکلیفوں اور دکھوں کا گھر ہے۔ جسکو جہنم بھی کہتے ہیں۔

دیکھو انسان کا اگر کوئی عضو اپنی اصلی جگہ سے ہٹا دیا جاوے مثلاً بازو ہی اگر اُتر جاوے یا ایک اُنگلی یا انگوٹھا ہی اپنے اصلی مقام سے ہٹ جاوے تو کسقدر درد اور کرب پیدا ہوتا ہے۔ یہ جسمانی نظارہ روحانی اور اخروی عالم کے لیے ایک زبردست دلیل ہے اور جہنم کے وجود پر ایک گواہ ہے + گناہ یہی ہوتا ہے کہ انسان اُس مقصد سے جو اُس کی پیدایش سے رکھا گیا ہے دور ہٹ جاوے پس اپنے محل سے ہٹنے میں صاف درد کا ہونا ضروری ہے۔ تو شرک ایسی چیز ہے کہ جو انسان کو اس کے اصلی مقصد سے ہٹا کر جہنم کا وارث بنا دیتا ہے۔

شرک کی کئی قسم ہیں ایک تو وہ موٹا اور صریح شرک ہے جس میں ہندو عیسائی۔ یہود اور دوسرے بُت پرست لوگ گرفتار ہیں جس میں کسی انسان یا پتھر یا او بیجان چیزوں یا قوتوں یا خیالی دیویوں اور دیوتاؤں کو خدا بنا لیا گیا ہے۔ اگرچہ یہ شرک ابھی تک دنیا میں موجود ہے لیکن یہ زمانہ روشنی اور تعلیم کا کچھ ایسا زمانہ ہے کہ عقلیں اس قسم کے شرک کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے لگ گئی ہیں یہ جدا امر ہے کہ وہ قومی مذہب کی حیثیت سے بظاہر ان بیہودگیوں کا اقرار کریں لیکن درحقیقت بالطبع لوگ ان سے متنفر ہوتے جاتے ہیں۔

مگر ایک اور قسم کا شرک ہے جو مخفی طور پر زہر کی طرح اثر کر رہا ہے اور وہ اس زمانہ میں بہت بڑھتا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا تعالےٰ پر بھروسہ اور اعتماد بالکل نہیں رہا

ہم یہ ہرگز نہیں کہتے اور نہ ہمارا یہ مذہب ہے کہ اسباب کی رعایت بالکل نہ کی جاوے کیونکہ خدا تعالیٰ نے رعایت اسباب کی ترغیب دی ہے اور اس حد تک جہاں تک یہ رعایت ضروری ہے اگر رعایت اسباب نہ کی جاوے تو انسانی قویٰ کی بیحرمتی کرنا اور خدا تعالےٰ کے ایک عظیم الشان فعل کی توہین کرنا ہے۔ کیونکہ ایسی حالت میں جبکہ بالکل رعایت اسباب کی نہ کی جاوے ضروری ہوگا کہ تمام قوتوں کو جو اللہ تعالےٰ نے انسان کو عطا کی ہیں بالکل بیکار چھوڑ دیا جاوے اور ان سے کوئی کام نہ لیا جاوے اور ان سے کام نہ لینا اور انکو بیکار چھوڑ دینا خدا تعالےٰ کے فعل کو لغو اور عبث قرار دینا ہے + جو بہت بڑا گناہ ہے پس ہمارا یہ منشا اور مذہب ہرگز نہیں کہ اسباب کی رعایت بالکل ہی نہ کی جاوے بلکہ رعایت اسباب اپنی حد تک ضروری ہے آخرت کیلیے بھی اسباب ہی ہیں خدا تعالےٰ کے احکام کی بجا آوری اور بدیوں سے بچنا اور دوسری نیکیوں کو اختیار کرنا اسی لیے ہے کہ اس عالم اور دوسرے عالم میں سکھ ملے تو گویا نیکیاں اسباب کے قائمقام ہیں۔

اسی طرح یہ بھی خدا تعالےٰ نے منع نہیں کیا کہ دنیوی ضرورتوں کے پورا کرنے کے لیے اسباب کو اختیار کیا جاوے نوکری والا نوکری کرے زمیندار اپنی زمینداری کے کاموں میں رہے مزدور مزدوریاں کریں تا وہ اپنے عیال و اطفال اور دوسرے متعلقین اور اپنے نفس کے حقوق کو ادا کر سکیں۔ پس ایک جائز حد تک یہ سب درست ہے اور اسکو منع نہیں کیا جاتا۔ لیکن جب انسان حد سے تجاوز کرکے اسباب ہی پر پورا بھروسہ کر لے اور سارا دارومدار اسباب ہی پر جا ٹھیرے تو یہ وہ **شرک** ہے جو انسان کو اس کے اصلی مقصد سے دور پھینکدیتا ہے۔

یعنی نواب محمد علی خان صاحب رئیس مالیر کوٹلہ۔ ایڈیٹر

مثلاً کوئی شخص یہ کہے کہ اگر فلاں سبب نہ ہوتا تو میں بھوکا مرجاتا یا اگر یہ جائیداد یا فلاں کام نہ ہوتا تو میرا بُرا حال ہوجاتا فلاں دوست نہ ہوتا تو تکلیف ہوتی۔ یہ امور اس قسم کے ہیں کہ خدا تعالیٰ ان کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ کہ جائداد یا اور اسباب و احباب پر اسقدر بھروسا کیا جاوے کہ خدا تعالیٰ سے کلی دور جا پڑے یہ خطرناک شرک ہے جو قرآن شریف کی تعلیم کے صریح خلاف ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَرِزْقُكُمْ فِي السَّمَاءِ وَمَا تُوعَدُونَ

اور فرمایا

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

اور فرمایا

مَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

اور فرمایا

وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ

قرآن شریف اس قسم کی آیتوں سے بھرا پڑا ہے کہ وہ متقیوں کا متولی اور متکفل ہوتا ہے تو پھر جب انسان اسباب پر تکیہ اور توکل کرتا ہے تو گویا خدا تعالیٰ کی ان صفات کا انکار کرتا ہے اور ان اسباب کو ان صفات سے حصہ دیتا ہے + اور ایک اور خدا اپنے لیے ان اسباب کا تجویز کرتا ہے۔ چونکہ وہ ایک پہلو کیطرف جھکتا ہے اس سے شرک کیطرف گویا قدم اٹھاتا ہے جو لوگ حکام کیطرف جھکے ہوئے ہیں اور ان سے انعام یا خطاب پاتے ہیں ان کے دل میں انکی عظمت خدا کی سی عظمت داخل ہوجاتی ہے وہ ان کے پرستار ہوجاتے ہیں اور یہی ایک امر ہے جو توحید کا استیصال کرتا ہے اور انسان کو اس کے اصلی مرکز سے ہٹاکر دور پھینکدیتا ہے۔ پس انبیاء علیہم السلام یہ تعلیم دیتے ہیں کہ اسباب اور توحید میں تناقض نہ ہونے پاوے بلکہ ہر ایک اپنے اپنے مقام پر رہے اور مآل کار توحید پر جا ٹھیرے۔

وہ انسان کو یہ سکھانا چاہتے ہیں کہ ساری عزتیں سارے آرام اور حاجات براری کا متکفل خدا ہی ہے۔ پس اگر اس کے مقابل میں کسی اور کو بھی قائم کیا جاوے تو صاف ظاہر ہے کہ دو ضدوں کے تقابل سے ایک ہلاک ہوجاتی ہے۔

اس لیے مقدم ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید ہو۔ رعایت اسباب کی جاوے اسباب کو خدا نہ بنایا جاوے اسی توحید سے ایک محبت خدا تعالیٰ سے پیدا ہوتی ہے جبکہ انسان یہ سمجھتا ہے کہ نفع و نقصان اسی کے ہاتھ میں ہے محسن حقیقی وہی ہے ذرہ ذرہ اسی سے ہے کوئی دوسرا درمیان میں نہیں آتا جب انسان اس پاک حالت کو حاصل کرے تو وہ موحد کہلاتا ہے غرض ایک حالت توحید کی یہ ہے کہ انسان پتھروں یا انسانوں یا اور کسی چیز کو خدا نہ بناوے بلکہ انکو خدا بنانے سے بیزاری اور نفرت ظاہر کرے اور دوسری حالت یہ ہے کہ رعایت اسباب سے نہ گزرے۔

تیسری قسم یہ ہے کہ اپنے نفس اور وجود کے اغراض کو بھی درمیان سے اٹھا دیا جاوے اور اسکی نفی کی جاوے بسا اوقات انسان کے زیر نظر اپنی خوبی اور طاقت بھی ہوتی ہے کہ فلاں نیکی میں نے اپنی طاقت سے کی ہے انسان اپنی طاقت پر ایسا بھروسہ کرتا ہے کہ ہر کام کو اپنی ہی قوت سے منسوب کرتا ہے انسان موحد تب ہوتا ہے جب اپنی طاقتوں کی بھی نفی کرے۔

لیکن اب اسجگہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان جیسا کہ تجربہ دلالت کرتا ہے عموماً کوئی نہ کوئی حصہ گناہ کا اپنے ساتھ رکھتے ہیں بعض موٹے گناہوں میں مبتلا ہوتے ہیں اور بعض اوسط درجہ کے گناہوں میں اور بعض باریک در باریک قسم کے گناہوں کے شکار ہوتے ہیں۔ جیسے بخل ریاکاری یا اور اسی قسم کے گناہ کے حصوں میں گرفتار ہوتے ہیں جب تک ان سے رہائی نہ ملے انسان اپنے گمشدہ انوار کو حاصل نہیں کرسکتا۔ اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سے احکام دیے ہیں بعض ان میں سے ایسے ہیں کہ ان کی بجا آوری ہر ایک کو میسر نہیں ہے مثلاً حج یہ اس آدمی پر فرض ہے جسے استطاعت ہو پھر راستہ میں امن ہو پیچھے جو متعلقین ہیں انکے گذارہ کا بھی معقول انتظام ہو۔ اور اسی قسم کی ضروری شرائط پوری ہوں تو حج کرسکتا ہے ایسا ہی زکوٰۃ ہے یہ وہی دے سکتا ہے جو صاحب نصاب ہو۔ ایسا ہی نماز میں بھی تغیرات ہوجاتے ہیں لیکن ایک بات ہے جس میں کوئی تغیر نہیں وہ ہے

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

اصل یہی بات ہے اور باقی جو کچھ ہے وہ سب اس کے تکملات ہیں توحید کی تکمیل نہیں ہوتی جب تک عبادات کی بجا آوری نہ ہو۔ اس کے یہی معنے ہیں کہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہنے والا اس وقت اپنے اقرار میں سچا ہوتا ہے کہ حقیقی طور پر عملی پہلو سے بھی وہ ثابت کر دکھائے کہ حقیقت میں اللہ کے سوا کوئی دوسرا محبوب و مطلوب اور مقصود نہیں ہے جب اس کی یہ حالت ہو اور واقعی طور پر اس کا ایمانی اور عملی رنگ اس اقرار کو ظاہر کرنے والا ہو تو وہ خدا تعالیٰ کے حضور اس اقرار میں جھوٹا نہیں ساری مادی چیزیں جل گئی ہیں اور ایک فنا اس کے ایمان میں آگئی ہے تب وہ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ منہ سے نکالتا ہے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ جو اس کا دوسرا جزو ہے وہ نمونہ کے لیے ہے کیونکہ نمونہ اور نظیر سے ہر بات سہل ہوجاتی ہے انبیاء علیہم السلام نمونوں کے لیے آتے ہیں اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمیع کمالات کے نمونوں کے جامع تھے کیونکہ سارے نبیوں کے نمونے آپ میں جمع ہیں

آپ کا نام اسی لیے محمد ہے کہ اس کے معنے ہیں نہایت تعریف کیا گیا۔ محمد وہ ہوتا ہے جس کی زمین و آسمان پر تعریف ہوتی ہے بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ دنیا کے لوگوں نے انکو نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھا انھیں ذلیل سمجھا اور بخیال خویش ذلیل کیا لیکن آسمان پر ان کی عزت اور تعریف

ہوتی ہے وہ خدا تعالےٰ کے حضور راستباز ہوتے ہیں ۔ اور بعض ایسے ہوتے ہیں کہ دنیا اُن کی تعریف کرتی ہے ہر طرف سے واہ واہ ہوتی ہے مگر آسمان اُن پر لعنت کرتا ہے خدا اور اُس کے فرشتے اور مقرب اُس پر لعنت بھیجتے ہیں ۔ تعریف نہیں کرتے مگر ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم زمین و آسمان دونوں جگہ میں تعریف کیے گئے ۔ اور یہ فخر اور فضل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو ملا ہے ۔ جس قدر پاک گروہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ملا وہ کسی اور نبی کو نصیب نہیں ہوا ۔ یوں تو حضرت موسیٰ کو بھی کئی لاکھ آدمیوں کی قوم مل گئی مگر وہ ایسے مستقل مزاج یا ایسی پاکباز اور عالیہمت قوم نہ تھی جیسی صحابہ کی تھی رِضْوَانُ اللّٰہِ عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن ۔ قوم موسیٰ کا یہ حال تھا کہ

ذرا تکلیف ہوئی تو دنکو تر دد ہونے آنحضرت اور آپکے صحابہ کا حضرت موسیٰ اور اُنہی نویا کل دنیا کا مقابلہ ہوگیا ۔ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو جو جماعت ملی وہ ایسی پاکباز اور خداپرست اور مخلص تھی کہ اُس کی نظیر کسی دنیا کی قوم اور کسی نبی کی جماعت میں ہرگز پائی نہیں جاتی احادیث میں ان کی بڑی بڑی تعریفیں آئی ہیں یہانتک فرمایا کہ اَللّٰہُ اَللّٰہُ فِیْ اَصْحَابِیْ اور قرآن شریف میں بھی ان کی تعریف ہوئی یَبِیْتُوْنَ لِرَبِّھِمْ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا ۔ موسیٰ کی جماعت جن مشکلات اور مصائب طاعون وغیرہ کے نیچے آئی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی طیار کردہ جماعت اس سے ممتاز اور محفوظ رہی ۔ اس نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی قوت قدسی اور انفاس طیبہ اور جذب الی اللہ کی قوت کا پتہ لگتا ہے کہ کیسی زبردست قوتیں آپ کو عطا کی گئی تھیں جو ایسا پاک اور جاں نثار گروہ اکٹھا کر لیا ۔ یہ خیال بالکل غلط ہے جو جاہل لوگ کہہ دیتے ہیں کہ یونہی لوگ ساتھ ہو جاتے ہیں ۔ جب تک ایک قوت جذب اور کشش کی نہ ہو کبھی ممکن نہیں ہے کہ لوگ جمع ہو سکیں ۔ میرا مذہب یہی ہے کہ آپ کی قوت قدسی ایسی تھی کہ کسی دوسرے

نبی کو دنیا میں نہیں ملی ۔ **اسلام** کی ترقی کا راز یہی ہے کہ نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی قوت جذب بہت زبردست تھی اور پھر آپ کی باتوں میں وہ تاثیر تھی کہ جو سنتا تھا وہ گرویدہ ہو جاتا تھا جن لوگوں کو آپ نے کھینچا اُن کو پاک صاف کر دیا اور اُس کے ساتھ ہی آپ کی تعلیم ایسی سادہ اور صاف تھی کہ اس میں کسی قسم کے گورکھ دھندے اور معمے تثلیث کی طرح نہیں ہیں ۔ چنانچہ نپولین کی بابت لکھا ہے کہ وہ مسلمان تھا اور کہا کرتا تھا کہ اسلام بہت ہی سیدھا سادہ مذہب ہے اسلئے تثلیث کی تکذیب کی ہے ۔ غرض آپ وہ دین لائے جو سیدھا سادہ ہے جو خدا کے سامنے یا انسان کے سامنے شرمندہ نہیں ہو سکتا ۔ قانون قدرت اور فطرت کے ساتھ ایسا وابستہ ہے کہ ایک جنگلی بھی آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا ہے ۔ تثلیث کی طرح کوئی لاینحل عقدہ اس میں نہیں جسکو نہ خدا سمجھ سکے اور نہ ماننے والے جیسا کہ عیسائی کہتے ہیں ۔ تثلیث قبول کرنے کے لیے ضروری ہے کہ پہلے بت پرستی اور اوہام پرستی کرے اور عقل و فکر کی قوتوں کو بالکل بیکار اور معطل چھوڑ دے ۔ حالانکہ اسلام کی توحید ایسی ہے کہ ایک دنیا سے الگ تھلگ جزیرہ میں بھی وہ سمجھ میں آسکتی ہے یہ دین عیسائی جو پیش کرتے ہیں یہ عالمگیر اور مکمل دین نہیں ہو سکتا ۔ اور نہ انسان اس سے کوئی تسلی یا اطمینان پا سکتا ہے مگر **اسلام** ایک ایسا دین ہے جو کیا باعتبار توحید اور اعمال حسنہ اور کیا تکمیل مسائل سب سے بڑھ کر ہے ۔ ہزاروں قسم کی بدکاریاں یہود لوں میں جو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے پائی جاتی ہیں اور مسیح کے حواریوں کا ذکر بھی کرنا نہیں چاہیے کہ جنہیں سے ایک نے چند کھوٹے درہمے کر اپنے آقا کو پکڑا دیا اور ایک نے لعنت کی ۔ اور کسی نے بھی وفاداری کا نمونہ نہ دکھایا ۔ لیکن صحابہ کی حالت کو دیکھتے ہیں تو ان میں کوئی جھوٹھ بولنے والا بھی نظر نہیں آتا ۔ ان کے تصور میں بھی بجز روشنی کے کچھ نظر نہیں آتا ۔ حالانکہ جب عرب کی ابتدائی حالت پر نگاہ کرتے ہیں تو وہ تحت الثریٰ میں پڑے ہوے نظر آتے ہیں بت پرستی میں منہمک تھے یتیموں کا مال کھانے اور ہر قسم کی بدکاریوں میں دلیر اور بیباک تھے ڈاکوؤں کی طرح گذارا کرتے تھے گویا سر سے پیر تک نجاست میں غرق تھے پھر میں پوچھتا ہوں کہ وہ کونسا عظیم الشان اسم اعظم تھا جس نے انکی جھٹ پٹ کایا پلٹ دی اور ان کو ایسا نمونہ بنا دیا کہ جس کی نظیر دنیا کی قوموں میں ہرگز نہیں ملتی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا اگر اور کوئی بھی معجزہ پیش نہ کریں تو اس حیرت انگیز پاک تبدیلی کے مقابلہ میں کسی خود ساختہ خدا کا ہی کوئی معجزہ ہمیں دکھلائے ۔ ایک آدمی کا درست کرنا مشکل ہوتا ہے مگر یہاں تو ایک قوم طیار کی گئی کہ جنھوں نے اپنے ایمان اور اخلاص کا وہ نمونہ دکھایا کہ بھیڑ بکری کیطرح اس سچائی کے لیے ذبح ہو گئی جسکو اُنھوں نے اختیار کیا تھا ۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ زمینی نہ رہے تھے بلکہ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تعلیم ۔ ہدایت اور مؤثر نصیحت نے اُن کو آسمانی بنا دیا تھا ۔ قدسی صفات اُن میں پیدا ہو گئی تھیں دنیا کی خباثتوں اور ریاکاریوں سے وہ ایسے سبک اور ہلکے پھلکے کر دیے گئے تھے کہ انہیں پرواز کی قوت پیدا ہو گئی تھی ۔ یہ وہ نمونہ ہے جو ہم اسلام کا دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں یہی اصلاح اور ہدایت کا باعث تھا جو اللہ تعالےٰ نے پیشگوئی کے طور پر آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا نام **محمد** رکھا ۔ جس سے زمین پر بھی آپ کی ستایش ہوئی ۔ کیونکہ آپ نے زمین کو امن ۔ صلحکاری ۔ اور اخلاق فاضلہ اور نیکوکاری سے بھر دیا تھا ۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے جسقدر اخلاق ثابت

ہوئے ہیں وہ کسی اور نبی کے نہیں۔ کیونکہ اخلاق کے اظہار کے لیے جبتک موقع نہ ملے کوئی اخلاق اخلاق تامہ نہیں ہوسکتا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مثلاً سخاوت ہے لیکن اگر روپیہ نہ ہوتو اسکا ظہور کیونکر ہو ایسا ہی کسی کو لڑائی کا موقع نہ ملے تو شجاعت کیونکر ثابت ہو۔ ایسا ہی عفو اس صفت کو وہ ظاہر کرسکتا ہے جسے اقتدار حاصل ہو ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

غرض سب خلق موقع سے وابستہ ہیں۔ اب سمجھنا چاہیے کہ یہ کس قدر خدا کے فضل کی بات ہے کہ آپ کو تمام اخلاق کے اظہار کے موقعے ملے حضرت **عِیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام** کو وہ موقعے نہیں ملے۔ مثلاً **آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** کو سخاوت کا موقعہ ملا۔ آپ کے پاس ایک موقع پر بہت سی بھیڑ بکریاں تھیں ایک کافر نے کہا کہ آپ کے پاس اسقدر بھیڑ بکری جمع ہیں کہ قیصر و کسریٰ کے پاس بھی اسقدر نہیں آپ نے سب کی سب اُسکو بخشدیں وہ اُسی وقت ایمان لے آیا۔ کہ نبی کے سوا اور کوئی اس قسم کی عظیم الشان سخاوت نہیں کرسکتا ۔ مکہ میں جن لوگوں نے دُکھ دیے تھے جب آپ نے مکہ کو فتح کیا تو آپ چاہتے تو سب کو ذبح کردیتے۔ مگر آپ نے رحم کیا اور **لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ** کہدیا۔ آپ کا بخشنا تھا کہ سب مسلمان ہوگئے ۔ اب اس قسم کے عظیم الشان اخلاق فاضلہ کیا کسی نبی میں پائے جاتے ہیں ؟ ہرگز نہیں وہ لوگ جنھوں نے آپ کی ذات خاص اور عزیزوں اور صحابہ کو سخت تکلیفیں دیں تھیں اور ناقابل عفو ایذائیں پہونچائی تھیں آپ نے سزا دینے کی قوت اور اقتدار کو پاکر فی الفور اُن کو بخشدیا حالانکہ اگر ان کو سزا دیجاتی تو یہ بالکل انصاف اور عدل تھا۔ مگر آپ نے اُس وقت اپنے عفو اور کرم کا نمونہ دکھایا۔ یہ وہ امور تھے کہ علاوہ معجزات کے **صحابہ** پر مؤثر ہوئے تھے اس لیے آپ اسم با مسمّٰی **محمّد** ہوگئے تھے **صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** اور زمین پر آپ کی حمد ہوتی تھی۔ اور اسی طرح آسمان پر بھی آپ کی تعریف ہوتی تھی اور آسمان پر بھی آپ **محمّد** تھے یہ نام آپ کا اللہ تعالیٰ نے بطور نمونے کے دنیا کو دیا ہے جبتک انسان اس قسم کے اخلاق اپنے اندر پیدا نہیں کرتا۔ کچھہ فائدہ نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ کی محبت کامل طور پر انسان اپنے اندر پیدا نہیں کرسکتا جب تک نبی کریم **صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** کے اخلاق اور طرز عمل کو اپنا رہبر اور ہادی نہ بنالے چنانچہ خود اللہ تعالیٰ نے اسکی بابت فرمایا ہے

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ

یعنی محبوب الٰہی بننے کے لیے ضروری ہے کہ **رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ** کی اتباع کی جاوے ۔ سچی اتباع آپ کے اخلاق فاضلہ کا رنگ اپنے اندر پیدا کرنا ہوتا ہے مگر افسوس ہے کہ آجکل لوگوں نے اتباع سے مراد صرف رفع یدین ۔ آمین بالجہر اور رفع سبابہ ہی کے لیے ہے باقی امور کو جو اخلاق فاضلہ آپ کے تھے انکو چھوڑ دیا یہ منافق کا کام ہے کہ آسان اور چھوٹے امور کو بجا لاتا ہے اور مشکل کو چھوڑتا ہے سچے مومن اور مخلص مسلمان کی ترقیوں اور ایمانی درجوں کا آخری نقطہ تو یہی ہے کہ وہ سچا متبع ہو اور آپ کے تمام اخلاق کو حاصل کرے جو سچائی کو قبول نہیں کرتا ہے وہ اپنے آپ کو دھوکا دیتا ہے کروڑوں مسلمان دنیا میں موجود ہیں اور مسجدیں بھی بھری ہوئی نظر آتی ہیں مگر کوئی برکت اور ظہور ان مسجدوں کے بھرے ہوئے ہونے سے نظر نہیں آتا ؟ اس لیے کہ یہ سب کچھہ جو کیا جاتا ہے محض رسوم اور عادات کے طور پر کیا جاتا ہے۔ وہ سچا اخلاص اور وفا جو ایمان کے حقیقی لوازم ہیں ان کے ساتھہ پائے نہیں جاتے۔ سب عمل ریاکاری اور نفاق کے پردوں کے اندر مخفی ہوگئے ہیں جوں جوں انسان ان کے حالات سے واقف ہوتا جاتا ہے اندر سے گند اور خبث نکلتا آتا ہے مسجد سے نکل کر گھر کی تفتیش کرو تو یہ ننگ اسلام نظر آئیں گے

مثنوی میں ایک حکایت لکھی ہے کہ ایک کوٹھا ہزار من گندم کا بھرا ہوا خالی ہوگیا اگر چوہے اسکو نہیں کھاگئے تو وہ کہاں گیا۔ پس اسی طرح پر پچاس برس کی نمازوں کی جب برکت نہیں ہوئی اگر ریا اور نفاق نے انکو باطل اور حبط نہیں کیا تو وہ کہاں گئیں ۔ خدا کے نیک بندوں کے آثار ان میں پائے نہیں جاتے۔ ایک طبیب جب کسی مریض کا علاج کرتا ہے۔ اگر وہ نسخہ اُس کے لیے مفید اور کارگر نہ ہوتو چند روز کے تجربہ کے بعد اُسکو بدل دیتا ہے اور پھر تشخیص کرتا ہے۔ لیکن ان مریضوں پر تو وہ نسخہ استعمال کیا گیا ہے جو ہمیشہ مفید اور زود اثر ثابت ہوا ہے تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے نسخہ کے استعمال میں غلطی اور بدپرہیزی کی ہے یہ تو ہم کہہ نہیں سکتے کہ ارکان اسلام میں غلطی تھی اور نماز روزہ حج زکوٰۃ مؤثر علاج نہ تھا۔ کیونکہ اس نسخہ نے ان مریضوں کو اچھا کیا جن کی نسبت لاعلاج ہونے کا فتویٰ دیا گیا تھا۔ میں جانتا ہوں کہ جن لوگوں نے ان ارکان کو چھوڑ کر اور بدعتیں تراشی ہیں یہ اُنکی اپنی شامت اعمال ہے ورنہ قرآن شریف تو کہہ چکا تھا **اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ** اکمال دین ہوچکا تھا اور اتمام نعمت بھی خدا کے حضور پسندیدہ دین **اسلام** ٹھہر چکا تھا۔ اب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال خیر کی راہ چھوڑ کر اپنے دل سے نئے ایجاد کرنا اور قرآن شریف کی بجائے اور وظائف اور کافیاں پڑھنا یا اعمال صالحہ کے بجائے قسم قسم کے ذکر اذکار نکال لینا یہ لذت روح کے لیے نہیں ہے بلکہ لذت نفس کے لحاظ سے ہے لوگوں نے **لذت نفس** اور **لذت روح** میں فرق نہیں کیا اور دونوں کو ایک ہی چیز قرار دیا ہے حالانکہ وہ دو مختلف چیزیں ہیں اگر لذت نفس اور لذت روح ایک ہی چیز ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ ایک بدکار عورت کے گانے سے بدمعاش کو

تصدیق المسیح

ذیل میں ہم ایک قصیدہ درج کرتے ہیں جو ضمیمہ شحنہ ہند میں چھپے ہوئے قصیدہ کا جواب ہے +
خوبی اور عمدگی سے اس قصیدہ میں تصدیق مسیح کے مضمون کو ادا کیا ہے وہ قابل داد ہے + اب ہم بدون کسی تمہید کے اس قصیدہ کو درج کرتے ہیں۔

(ایڈیٹر)

جناب ایڈیٹر صاحب الحکم۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ - مولوی عبد العزیز خلف مولوی غلام رسول مرحوم ساکن قلعہ میاں سنگھ نے ایک قصیدہ یائیہ لکھا ہے جسے غیر مقلدین کو بڑا ناز ہے اور وہ جا بجا کہتے پھرتے ہیں کہ یہ قصیدہ بے نظیر ہے اسکا جواب ناممکن ہے میں اس قصیدہ کا شعر بشعر جواب ارسال کرتا ہوں۔ امید کہ نہ صرف مولوی صاحب موصوف بلکہ تمام اہل اسلام غور سے مطالعہ فرما کر شیوہ اتقا اختیار کریں گے جن ابیات میں مولوی عبد العزیز نے ایک نیک بزرگ باپ کا بیٹا ہو کر خدا کے برگزیدہ امام کو سخت و سست کہا ہے انکا جواب نہیں دیا گیا۔

راقم حضرت مسیح موعود کا ایک ادنے خادم

قصیدہ

تصدیق المسیح

اسی وزن اسی قافیہ پر

بشکر منعم ایمان براہ احسانی
کہ داد پاک نبی را نزول روحانی

دہم جواب عزیز ... در قصیدہ خود
نوشت ... قاصد ز ثبوت قرآنی

غلام احمد مرسل شدہ مثیل مسیح
کا نبیاء نبی اسرائیل میدانی

بسورہ نور خوان بتدبر تو وعد استخلاف
ز حرف شبہ رود شبہت بآسانی

بمرد عیسی مریم کہ شاہد اندرو
بیان احمد صدوق علیہ السلام و نص قرآنی

ببیں بآیت قرآن قد خلت من قبل
وفات یافتہ شدہ ہر رسول یزدانی

... فیصلہ اجماع آن جماعت پاک
کہ زندہ ہیچ نبی نے بجسم انسانی

نوشتہ است ہمین قصہ در کتاب حدیث
عجب کہ منکر قول رسول یزدانی

ترا بفوت مسیحا چرا یقین ناید
چو در نبی تو - تو فیتنی ہمی خوانی

نوشت سیف حسن جواب مہر علی
فزود در دل عالم چہ نور ایمانی

ثبوت داد کہ موضوع صد ملعون ہست
محال ہست بگردون صعود جسمانی

ترا نہ شرم ہمی آید از کلام بدت
بمرد احمد علیہ السلام و زندہ مسیح نصرانی

چہ فرق ماند میان مسیحی و مسلم
یقین نمود چو رفع و نزول جسمانی

بگفت سید کونین اِمَامُکُم مِنکُم
شدی مخالف فرمانش ظالم جانی

ترا ان کفر و ضلالت چو ختم می سازد
طلوع صبح صداقت شود بتابانی

مراد و معنی نزال دو فکر کرد بیان
بگفت با لحن معنی ز بطن قرآنی

قصور چشمہ خور نیست گر نہ بیند کور
بخوان بمقولہ خود را بحِسم المعانی

جدا نہ جسم نبی گشت عائشہ گوید
تو کیستی کہ کنی رد قول حقانی

چرا بحث لطیف و کثیف می آئی
رسول نیست مگر یک بشر اگر دانی

ہل کنت الا بشرا

بے صعود سوالے چو کافران کردند
ہمیں جواب بداد ند از مسیحانی

بجسم نوز عروج رسول شد پیدا
بعین حالت بیداری کہ میدانی

بحد عدل بیارید معجزات مسیح
کہ نیست ... عالم جو ذات حقانی

بشر شریک صفات خدا نمی باشد
کہ گوئی ثانی مطلق ورا بنادانی

بحرف آن چو لا تجعلون گفت خدا
حیات مردہ باعجاز قول شیطانی

بحق ختم رسل آمدہ لما یحییکم
چرا مراد نداری حیات جسمانی

شفائے دیدۂ اکمہ یعنی ست کور
مسلم ست زا عجاز نزد حقانی

نہ چو سالک این راہ بے خبر ہستی
بگو حقیقت روح امین چہ میدانی

نداد نعمت عظمی ترا خدائے قدیر
خموش باش کہ نابلد شہر عرفانی

چو میرزا کند اقرار اتباع رسول
بگفت این ہمہ فیض نبی سبحانی

اگر حقیقت یا جوج گفت می دانم
چہ شد کہ ہست غلام رسول یزدانی

بداد فتوی تکفیر گر میان صاحب
خلاف مذہب حق از طریق عدوانی

عجب مدار ہمین ہست مسلک علما
ببین فتاوی تکفیر پیر جیلانی

ز دست شان نہ امان یافت اشتشاہ متقین
نہ بو حنیفہ نہ مالک نہ شافعی و انی

نبیاء و حسن و بر زمان حکیم امت ما
مبارک اند نہ از مردمان حقدلانی

چرا نداد جواب کتاب تفسیرے
کند چو مہر علی دعوے زبان دانی

بمردہ اند ہمہ عالمان خطۂ ہند
مجال بحث ندارند از پریشانی

کجاست شوکت میر محمد رئیس اہل حدیث
کند ز کبر و منی ادعائے لسانی

نویسد از قلم خود جواب تفسیرے
کہ نیست سب و شتم شیوہ مسلمانی

بصیر ہست شناسندہ امام زمان
بکفر اعور و اعمی ز نور ایمانی

عیان نشان ضلالت ز چہرہ اش گفتی
ہمین بحق نبی گفتہ شد بنادانی

رخ رسول چو بو بکر دید مومن شد
فزود مردشقی را بکفر و طغیانی

دعائے خیر کنم در جواب سب و شتم
کہ در قصیدہ خود دادہ ابن فانی

ثمر درخت پئے آتھم اگر بگو کہ کجاست
تجلیات شد لولاک لما وجانی

مسیح و دختر احمد چو زندہ اند ہنوز
چرا بہ عقد سماوی شدی بحیرانی

دریں صدی کہ گذشتند سالہائی کثیر
چرا مجددے نامد ز فضل سبحانی

مثیل حضرت موسی ست احمد مرسل
چرا خلیفہ او در کمال روحانی

مسیح وقت نیا شد بہ گلشن ہستی
ثمر بخوردہ زباغ رسول رضوانی

بہ تیغ قاطع برہاں بداں تو کسر صلیب
استعارہ خنازیر را چوے خوانی

اگر قتال کند مہدی و مسیح زماں
شود چہ سود ازیں قتل و آتش افشانی

بجائے امن جہاں موجب فساد شدی
درآمدی بفروں بلائے دورانی

بحق او یضع الحرب آمدست صریح
چرا سلاح نذار دبسیف برہانی

شدست دعوی مہدی بہ بینہ ثابت
ندیدۂ تو کسوف و خسوف رمضانی

وقوع واقعہ از پیشگوئے نبوی
مصححی بہ حدیث ضعیف گردانی

سزائے مفتریاں شد زحق چو قطع وتین
کن انتظار اخیرش بامر ربانی

بحسن ظن و دعا وبہ صبر و استقلال
ببیں باخر کارش اگر مسلمانی

ایک سوال اور اُس کا جواب

سوال - کیوں اس زمانہ میں مجدد و مصلح کی ضرورت ہے اور کیا کیا مفاسد وجود مجدد و مصلح کی مستدعی ہیں۔

جواب - مذکورہ بالا سوال کا جواب اگر اسلامی اعتقاد کے لحاظ سے دیا جاوے تو اتنا کہدینا کافی ہے کہ چونکہ ہر صدی کے سر پر ایک معلم آسمانی کا آنا ضروری ہے نہ فقط از روئے حدیث نبوی بلکہ از روئے آیت استخلاف و نیز کل وہ مفاسد جو اس مجدد و مصلح کے وجود کی مستدعی ہیں کلیتہً پیدا ہو ہو گئے ہیں اس لیئے کسی مصلح کا آنا ضروری ہے رہا یہ امر کہ واقعی نیچرل طور پر کوئی ثبوت مل سکتی ہے جو قول خداوند عز اسمہ کی مصدق ہو تو اسکا ثبوت بداہتہً ہر طبقہ نیچرل میں مل سکتا ہے چنانچہ ظاہر ہے کہ جمادات سے لیکر نوع انسان تک ہر شئی ہر آن ایک جدید تغیر میں بدلتی رہتی ہے یہاں تک کہ ان اشیا خواص بھی جدید آن نئے جوہر دکھاتے ہیں گویا زمانہ کی بوقلمونی انکی تاثیرات وخوبی کو مات نہیں کر سکتی بلکہ اپنی دوڑ میں فوری تغیرات ان اشیا میں دیکھتی ہے جو پہلے ماسبق حالت پیدا نا معلوم تھا سو اسیطرح کلام الہی بھی اپنی متن خوبیوں میں نیچر سے کسیطرح اپنی خوبیوں و معارف کے دکھانے میں پیچھے نہیں سو جیسا نیچر کے عاشق از زدان قدرت اسکے باتیں بدلنے پر بھی معاً پیدا کر دی ویسی کلام الہی کے از دواں زمانہ کے بدلنے پر بھی پیدا کر دیتا ہے کیونکہ جب ایک مجدد ولی انتہا اپنی ذات مبارک میں ہے تو اسکا قول دفعل بھی اپنی ذات میں مجدد بے انتہا ہے جیسے اُسکے نیچر کے زمانہ اسکے ظرفی زمانہ کی ضروریات پیدا ہو جاتے ہیں ویسے ہی اُسکے کلام مجید کے سمجھنے والے اپنے موقعہ پر اللہ تعالی آپ بھیج دیتا ہے وہ مفاسد جنکو دفعیہ کیلئے جیسے نیچر خاص خاص بوٹیوں کے اُگانے سے علاج پیدا کر دیتی ہیں اسیطرح کلام الہی خاص خاص مفاسد انسانی کو زائل کرنیکے لیے خاص خاص علاج پیدا کر دیتی ہے گویا فعل و قول خداوندی اپنی تاثیرات و اسباب خیز ہی سے یقیناً اجہاری مطابقت رکھتی ہیں جس جس قسم کے مفاسد فی زمانہ نیچر سے پیدا ہوتے رہے ویسی ویسی ہی مذہبی دنیا بھی قول خداوندی کے موافق واقعات فاسدہ پیش آتے رہے سو جیسے کہ نیچر میں خاص امراض کے ظہور کیوقت خدا تعالی نے نیچر کو خادم بنا کر ایک حاذق طبیب کے ہاتھ کو رسائی دیکر شفا بخشی ویسے ہی روحانی امراض کے پیدا ہونے پر اللہ نے سلسلہ انبیاء و اولیا و مجددین و مصلحین قائم کیا جو ضرورت حقہ پر آکر اسی رسوم پاک سے حسنہ آدم کیوقت ایک قوم میں جسکی فساد کی فرشتوں نے بھی دُہائی دی تھی امن و صلحکاری پھیلائی تھی ہی کلام سے آج کی فساد کی رفع کیلیے بھی مجدد و مصلح کی ضرورت ہے۔ زمانہ شاہد ہے اور تاریخ بتاتی ہے کہ کس طرح قومیں ترقی و تنزل روحانی و جسمانی کرتی ہیں اور کیا کیا رذیل اسباب انھوں نے تنزل کے لیے پیدا کیے اور کیا کیا - اعلی اسباب کسی مصلح کے انیر انکو ذلت و پستی سے نکالنے میں پیدا ہو گئے یہ بیان کے محتاج نہیں تاریخیں ہر قوم و ہر ملت کی موجود ہیں جو چاہے دیکھ سکتا ہے کل اقوام کی پستی کے اسباب ایک ہی ہیں اور کل کے عروج کی ایک ان سب کی تہ میں وہی آیت قرانی کام کر رہی ہے جو سطر سے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ مفاسد کی موجودگی فرور بالضرور مصلح کی آمد کی نشان ہے جیسے سیاہ بادل بارش کی خوشخبری لاتی ہے ویسی ہی مفاسد دنیا مصلح کی خوشخبری لاتی ہیں موجودہ صورت زمانہ کی اگر تفصیلا ذکر کی جاوے تو ایک زمانہ چاہیے اور ایک ضخیم کتاب اسکی قبح لکھنے کو جس پہلو دیکھو جا بجا پڑا لو مفاسد زمانہ ہر شاخ و شعبہ اخلاق کے لحاظ سے مردہ مچھلی کیطرح بر سطح آب تیرتے ہیں ہر ایک بالغ خرد مند ذراسی چشم زدن میں معلوم کر سکتا ہے چہ جائیکہ بیان کریں یا بیان کردہ کو پڑھنے میں وقت تحریر خرچ کیا جاوے قوموں میں دنیاوی لحاظ سے کیا مذہبی لحاظ سے کیا ملکی لحاظ سے کیا خوف و خشیت الٰہی کو سرد مہری پیدا ہو گئی اسیمیں خلت و پیار قطعاً جاتا رہا۔ حیا و شرم مفقود ہو فحش کھاتے پیدا ہو گئی اپنی غرض نفس انسانی سے بے پروائی ہو گئی مذہبی مشاغل دوکانداری سمجھے گئے پابندی مذاہب جنون یا مانیا دہرت سانی و بیکرداری وضعداری و خوبی شان وقت کو زمانہ میں مذاہب کے مددگار معین سمجھے تھے مذہبی پالیسی میں انٹرسٹ لینا سلطنت کی بربادی سمجھنے لگے گویا انکے نزدیک سلطنتوں کی بربادی مذہبی شوق اور خدا پرستی میں ہر مذہب میں مؤثر ہیں ان کے عروج و آسودہ حالی و ملکداری کا زینت ہے الغرض کہانتک بیان کیا جاوے یہ محکوم قوموں میں خدا پرستی ہے نہ حاکموں میں زمین الٰہی محبت سے بیزار ہے بحر و بر الغیاث پکار رہے ہیں قریب ہے کہ آسمان سے ایک مصلح کا نزول ہو بلکہ ہو گیا ہوتا کیونکہ زمین ماجرہ کیطرح اپنے بچوں کے لیے ایک عرصہ سے العطش العطش پکار رہی ہے پھر کیا وجہ کہ آسمان وہ زندہ خدا لبیک لبیک کہکر اپنے عرش سے ندا نہ دے کہ اے زمین ہاجرہ اٹھو اور جا اپنے بچہ کو دیکھو کہ جسکے پاؤں مارتے ہیں وہیں سے حیات کا چشمہ دودھ سا سفید اور شہد سا میٹھا پانی لیکر نمودار ہوا ہے اے غفلت کے شکار و غفلت سے جاگو اور بستر آرام سے کروٹ بدلو اور دیکھو تمہارے لیے ہاں تمہارے لیے آسمان سے اللہ تعالی نے اپنی سُنت مستمرہ کیموافق بطن قادیان سے ایک شخص پیدا کیا اور یہ وہی شخص ہے جسکو دانیال نبی نے اپنی کتاب میں اور عیسی ابن مریم نے اپنی کتاب میں اور پیغمبر آخر الزمان نے صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پاک لبوں سے فرمایا تھا کہ جب سورج اور چاند گرہن لگے اور جب ایک شخص قتل ہو اور یاجوج ماجوج اپنی زمینوں سے نکلیں اور دجال کی شرارت حد سے گذرے اور مومنوں میں برائے نام ایمان ہو تو اس وقت ایک مجدد فارسی الاصل ماورالنہر

الطلاق فی الاسلام

مصری اخبار المؤید میں اس عنوان سے ایک مضمون شائع ہوا (جسکا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے -)

ایڈیٹر

اگر کوئی شخص اس بات کا دعوےٰ کرے کہ صرف مذہب اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس نے آبادی کے مسئلہ کیطرف خاص توجہ کی ہے اور ان اصول کو بیان کیا ہے جنپر اُس کی ترقی کا دار و مدار ہے تو یہ ہرگز مبالغہ نہ سمجھا جاویگا کیونکہ آبادی کی بنیاد خاندان کے پیدا کرنے پر ہے - قرآن مجید میں کسی مسئلہ کی نسبت اس قدر احکام وارد نہیں ہوئے جس قدر کہ اس کی نسبت وارد ہوئے ہیں - کوئی سورۃ ایسی نہیں جسمیں نظام خاندان کا کوئی اصول بیان نہ کیا گیا ہو - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اکثر اوقات اور موقعوں پر اکثر اہم امور کی نسبت سوال کیا جاتا تھا آپ کبھی تو قرآن مجید کی زبان میں اور کبھی اپنے اجتہاد سے جواب دیتے تھے مگر آپ کو کبھی ایسا جواب دینے کا اتفاق نہیں ہوا جیسا کہ اس آیت میں مذکور ہے " ‡ قد سمع اللہ قول التی تجادلک فی زوجہا و تشتکی الی اللہ واللہ یسمع تحاورکما ان اللہ سمیع البصیر " واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اور شکایت کی کہ میرے شوہر نے مجھ سے ظہار کیا ہے - آپ نے فرمایا کہ تو اُس پر حرام ہو گئی - اس پر وہ عورت اپنے شوہر کے بارے میں آپ سے جھگڑنے لگی حتی کہ قرآن مجید نے اس بحث کا فیصلہ کر دیا اور شوہر کے قول کو ایک بیہودہ اور جھوٹی بات فرمایا - مذہب اسلام ظہار کرنے والوں کو یہ سزا نہیں دیتا کہ عورت اس پر قطعاً حرام ہو جاوے بلکہ ایسی سزا تجویز کرتا ہے جس کا اثر خاص مرد کی ذات تک محدود رہے - خداوند تعالےٰ فرماتا ہے ÷

" † الذین یظاھرون من نسائھم ما ھن امھاتھم ان امھاتھم الا اللائی ولدنھم وانھم لیقولون منکراً من القول وزوراً - ان اللہ لعفو غفور - والذین یظاھرون من نسائھم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبۃ من قبل ان یتماسا ذالکم توعظون بہ واللہ بما تعملون خبیر ÷ فمن لم یجد فصیام شھرین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکیناً ذالک لتؤمنوا باللہ ورسولہ وتلک حدود اللہ وللکافرین عذاب الیم "

قرآن مجید میں دو سورتیں عورتوں کے نام کے ساتھ موسوم ہوئی ہیں " ایک طولیٰ اور دوسری قصیر یعنی طلاق - ایک تیسری سورۃ بھی انہیں کے ساتھ شامل ہونی چاہیئے یعنی سورۃ مجادلہ جسمیں شوہر اور زوجہ کے تعلقات کی نسبت بحث ہے - اور یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ اس جھوٹ سے گروہ یعنی خاندان کو ایک عظیم الشان چیز ظاہر کرنا مقصود ہے جس سے مرکب ہو کر قوم کا گروہ بنتا ہے ÷

جو امر اسلام میں اس قدر مہتم بالشان ہے وہ بیشک اس بات کا سزاوار ہے کہ سب سے پہلے ہمارے علماء کی جماعت میں نابہ البحث قرار دیا جاوے اور اس میں اختلاف کا بالکل نام و نشان بھی باقی نہ رہنا چاہیئے - بلکہ لازم ہے کہ اس کے لئے ایک خاص نظام قرار دیا جاوے جس میں حدود اللہ کی پوری پوری رعایت کی گئی ہو اور وہ اس طرح پر جاہلوں کے ہاتھ میں نہ رہنا چاہئے جیسا کہ اس وقت ہے ÷

خداوند تعالےٰ نے تمام قوم کو یا ان لوگوں کو جن کے ذمے قومی نگرانی عاید کی گئی ہے اس طرح پر خطاب کیا ہے " وان ‡ خفتم شقاق بینھما فابعثوا حکماً من اھلہ وحکماً من اھلھا " یوں نہیں فرمایا کہ زوجہ اور شوہر دونوں اپنے اپنے حکم بھیجیں بلکہ قوم یا اولی الامر کو حکم دیا ہے تاکہ ان کو قوم کی طرف سے قوت حاصل ہو - اور اُن کے فیصلہ کے نفاذ میں کوئی امر مانع نہ ہو سکے - میں نہیں سمجھ سکتا کہ یہ صریح حکم کیوں وجوب سے پھیر کر استحباب کی طرف لایا گیا بلکہ بالکل محو کر دیا گیا ہے حالانکہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے مسئلہ تحکیم کو نہایت عظیم الشان اور اہم کاموں کی بنیاد قرار دیا ہے جیسا کہ حضرت علی رضؓ اور حضرت معاویہ کے درمیان خلافت کے قصہ کا فیصلہ کیا گیا تھا - مگر اُن کے بعد ایسے خلف پیدا ہوئے جنہوں نے اپنی تمام ہمت اور قوت قوموں کے مغلوب اور مقہور کرنے میں صرف کی اور اس کے سوا اپنے تمام فرائض دوسروں کے ذمے ڈالدیئے - پس ہم اُن امراء میں جو خلفاء کے نام سے مشہور ہیں کوئی ایسا شخص نہیں پاتے جس نے اُن احمقوں کے روکنے کے لئے جو اس اجازت (یعنی طلاق کی اجازت) کو بہت بری طرح استعمال کرتے

---

† مسلمانو!! جو لوگ تم میں سے اپنی بیبیوں کے ساتھ ظہار کر بیٹھیں وہ کچھ اُن کی مائیں تو نہیں - ان کی مائیں تو وہی ہیں جنہوں نے ان کو جنا ہے - مگر ہاں بی بی کو ماں کہہ بیٹھنے سے اُنھوں نے ایک بیہودہ اور جھوٹی بات کہی اور بیشک اللہ معاف کرنیوالا اور بخشنے والا ہے اور جو لوگ اپنی بیبیوں سے ظہار کرتے ہیں - پھر لوٹ کر وہی کام کرنا چاہتے ہیں جسکو کہہ چکے ہیں کہ نہیں کرینگے تو ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے مرد کو ایک بردہ آزاد کرنا چاہیئے ÷ مسلمانو! تم کو یہ نصیحت کی جاتی ہے تاکہ اُس پر کاربند رہو اور جو کچھ بھی تم کرتے ہو اللہ کو اُس کی سب خبر ہے پھر جسکو بردہ میسر نہ ہو وہ ایک دوسرے کو ہاتھ لگانے سے پہلے مرد لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے اور جس سے نہ ہو سکیں تو ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلاوے یہ حکم اس لئے دیا جاتا ہے کہ تم لوگ اللہ اور اُس کے رسول پر پورا ایمان لے آؤ اور یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں اور جو لوگ منکر ہیں اُن کو عذاب ہے

بقیہ حاشیہ: ہوتا ہے ÷

‡ اگر تم کو میاں بی بی میں کھٹ پٹ کا اندیشہ ہو تو ایک پنچ مرد کے کنبے میں سے مقرر کرو اور ایک پنچ عورت کے کنبے میں سے لو ÷

ج اے پیغمبر اللہ نے اُس عورت کی بات سن لی جو اپنے شوہر کے بارے میں تجھ سے جھگڑتی اور خدا سے فریاد کرتی تھی اور اللہ تم دونوں کی گفتگو سن رہا تھا بے شک اللہ سننے والا اور دیکھنے والا ہے ÷

تھے۔ تحکیم کی آیت پر کسی وقت عملدرآمد کیا ہو۔ اسلام کا ایک اصول ہے کہ اگر کوئی دولتمند شخص اپنی دولت میں بُری طرح تصرف کرتا ہو تو وہ تصرف سے روک دیا جاتا ہے (جیسا کہ اسوقت کورٹ آف وارڈس کے ذریعہ سے انتظام ہوتا ہے) اگرچہ ہر شخص آزادی کے ساتھ اپنے مال میں تصرف کر سکتا ہے لیکن اس حکم میں یہ مصلحت ملحوظ ہے کہ قوم کی خود قوم کی طرف سے نگرانی ہو۔ تاکہ ہر شخص اپنی تمام کاروبار میں اعتدال کے طریقہ پر ثابت قدم رہے۔ قومی زندگی میں شوہر اور زوجہ کے درمیان جو تعلق اور ارتباط ہے وہ اُس تعلق کی نسبت زیادہ ضروری ہے جو ایک شخص کو اپنے مال کے ساتھ ہوتا ہے۔ پس میں پوچھتا ہوں کہ اس میں کیوں نہیں احتیاط کیجاتی اور اس کو کس وجہ سے چھوڑ دیا جاتا ہے کہ اسمیں احمق لوگ جسطرح چاہیں تصرف کریں؟ اگرچہ ہمارے امراء اور حکام اس کو پسند کرتے ہوں مگر اسلام علانیہ اس کا انکار کرتا ہے۔

اکثر مجلسوں میں میں نے بعض کو آہستگی کے ساتھ یہ بات کہتے سنا کہ اس تحکیم کی آیت پر خلفائے راشدین کے مبارک زمانہ میں بھی عملدرآمد نہیں ہوا حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جو قرآن مجید کے رموز اور اسرار سمجھتے اور اس پر عمل کرنے میں سب سے زیادہ حریص تھے میں اس کے جواب میں عرض کرتا ہوں ذرا تامل کیجئے یہ خیال آپ کو صرف انہیں کتابوں پر اکتفا کرنے سے پیدا ہوا ہے جو آپکے ہاتھوں میں ہیں اور کسی مجھ جیسے شخص سے جو اس مسئلہ پر گفتگو کرنے کا موقع نہیں ملا۔ کشاف میں تحکیم کی آیت کی نسبت لکھا ہے کہ عبیدہ سلیمانی سے مروی ہے کہ میں حضرۃ علی کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا ایک عورۃ اور اس کا شوہر بھی آپ کی خدمت میں حاضر تھے اُن دونوں کے ساتھ کچھ لوگ بھی تھے ان دونوں جماعتوں نے اپنی اپنی طرف سے ایک ایک حکم مقرر کیا حضرۃ علی نے اُن دونوں حکموں سے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ کونسا فرض تمہارے ذمہ عاید کیا گیا ہے؟ تمہارا فرض یہ ہے کہ اگر تم زوجہ اور شوہر میں تفریق مناسب سمجھو تو تفریق کردو اور اگر تم ان دونوں کو جمع کرنا مناسب خیال کرو تو ان کو جمع کردو اس پر شوہر نے کہا کہ میں تفریق نہیں چاہتا حضرۃ علی رض نے فرمایا کہ جھوٹا ہے تجھکو کتاب اللہ کا حکم بہر حال ماننا پڑیگا۔

عورۃ نے کہا کہ میں قرآن مجید کے حکم پر راضی ہوں خواہ میری مرضی کے موافق ہو یا مخالف۔ علماء مسلمین کو اس پر غور کرنا چاہئے اگر انکو اپنے دلائل کی اصلاح کی ضرورت ہو۔

لوگوں کے دلوں میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوگی جبکہ انکو یہ بات محسوس ہوگی کہ ہماری بحث کا نتیجہ یہ ہے کہ عورۃ کو اُس کے وہ حقوق دئے جائیں جو اُس کو بحثیت زوجہ ہونے کے حاصل ہیں اگر خدا وند تعالے نے عورت کو کوئی ایسی قدسی قوت عطا فرمائی ہوتی جس سے اس کے نفس میں دائمی اطمینان پیدا ہو جاتا اور اس پر خواہشات کے تسلط کا اندیشہ باقی نہ رہتا تو ہم ایسی حالت میں مردوں کو ان کی موجودہ حالت گمراہی پر چھوڑ دیتے۔

اکثر عورتوں کی حالت پر جو ان کی شوہروں کے ساتھ ہے کسی قدر غور کرو۔ میں اسبات کا ذمہ دار ہوں کہ اُس شقاوت اور بدبختی کے دور کرنیکا خیال تمہارے دلوں میں ضرور پیدا ہوگا اور تمہاری ہمت کو اُس کے دفعیہ پر آمادہ کرے گا۔

مرد عورۃ کو ایسا اسباب خیال کرتا ہے جو اُس کے ہاتھ میں ہے اور خاص اُس کی ملک ہے جسمیں کوئی دوسرا شریک نہیں اور وہ اس میں جسطرح چاہے تصرف کر سکتا ہے اس خیال کی بنیاد پر وہ کبھی اس کو معلقہ چھوڑ دیتا ہے اور کبھی بے گناہ طلاق دیدیتا ہے اور خدا کی مرضی کے خلاف اس کو نقصان پہنچاتا اور احکام خدا وندی کو پس پشت ڈالدیتا ہے۔ عورۃ نہایت حیران اور پریشان ہوتی اور کسی کو اپنا مددگار نہیں پاتی ہم نے ایک ڈراما کا جو پورٹ سعید کے قاضی کے سامنے کیا گیا ایک نہایت عجیب سین دیکھا ہے اور وہ یہ کہ ایک عورت چادر اوڑھتی ہے اور قاضی فوراً فسخ نکاح کا حکم دیدیتا ہے ایسا اتفاق بارہا سنا گیا۔ کیا ہمارے حاکموں اور رئیسوں کو مناسب ہے؟ ہماری قومی مصیبت نہایت سخت اور خطرناک ہو گئی ہے خدا کے لئے ہماری فریاد سنو اور قوم کی حالت پر جس کی اصلاح کا بار آپکے ذمہ ڈالا گیا ہے کسی قدر غور و فکر کرنے کی زحمت گوارا کرو ایسے اہم مسائل میں صرف ایک مجتہد کی رائے پر اکتفا کرنا کسی طرح مناسب نہیں ہے اس لئے کہ ممکن ہے کہ دوسرے آئمہ کی رائیں اس مسئلہ میں قومی مصلحتوں کیمطابق اور قوم کو ہلاکت اور بربادی سے بچانے میں زیادہ تر مفید اور کار آمد ہوں قسطنطنیہ کے علماء نے مصری علماء پر سبقت کی کہ انہوں نے شرعی احکام کا ایک مجموعہ مرتب کر دیا جس میں انھوں نے صرف امام اعظم کے مذہب کی پیروی نہیں کی بلکہ اُنھوں نے قوم کی مصلحت کو مدِ نظر رکھا ہے اور اُسی کے مطابق معاملات میں شرعی احکام لکھے ہیں پس اگر طلاق کے مسئلے میں بھی اسی طریقہ کی پیروی کی جاوے تو بیشک نہایت مفید ہوگا۔ جنکو خدا نے توفیق دی ہے ان پر یہ بات چندان مشکل نہیں ہے

(قوم کی بہبودی کا خواستگار المؤید)

بیعت کا کالم

نام	مقام	ضلع
غلام رسول	خوشاب	شاہ پور۔
فتح بی بی زوجہ غلام رسول	"	
فتح دین	"	
غلام بی بی زوجہ فتح الدین	"	
جلال بی بی زوجہ مولوی فضل الدین صاحب	"	
فتح بی بی زوجہ محمد دین	لاہور	شرق پور
محمد عبد اللہ صاحب	بمبئی	
سوہنی خان نمبردار صاحب	ساونان۔ جالندھر	
غنی خان نمبردار صاحب	"	"
منشی ولاور خان صاحب	پشاور شہر	
بھاگی زوجہ شرف الدین صاحب	کھاریان	گجرات
محمد عبد اللہ		
گہند بلا	گوڑ پڑ	جالندھر نوان شہر
الہ بخش	"	" "
خیر الدین	"	" "
سید ہو	"	" "
الہ بخش	"	" "
محمد بخش	"	" "
بدر الدین	"	" "

تثلیث و توحید

گذشتہ اشاعت سے آگے

کہ اپنی جبلی شرارتوں سے حضرت مسیح اور ان کی والدہ صدیقہ کے چال چلن پر ناجائز حملہ کریں اور ان کی عصمت اور طہارت سے محروم قرار دیں ہیں جس نہایت مکروہ صورت پر حضرت عیسیٰ اور اُن کی والدہ پر بہتان لگائے گئے اور اُن کی عیب شماری کی گئی۔ اس کی نظیر دوسری تمام نبیوں میں نہیں پائی جاتی۔ حضرت مریم صدیقہ اور اُنکے سعید لڑکے کو ایسے بہتانوں سے جو کچھ دلی صدمہ پہنچا ہوگا اس کا اندازہ ہر ایک شریف کر سکتا ہے انھی بہتانوں کی وجہ سے یہود پر یہ پھٹکار پڑی کہ جو عیب وہ حضرۃ مریم اور حضرت مسیح پر لگاتے تھے وہی عیب انکے مردوں اور عورتوں میں پیدا ہو گئے کیونکہ یہ سنت اللہ ہے کہ جو قوم کسی پر عیب لگاتی ہے وہ اس عیب میں خود گرفتار ہو جاتی ہے شلاً یورپ کے پادریوں اور اُن کے پیروں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر شہوت پرستی کا الزام لگایا تھا آخر یہ لوگ جس قدر استیفاء لذات اور ناجائز شہوات میں گرے اور جس قدر ایک گروہ کثیر یورپ کے مردوں اور عورتوں نے کھلی کھلی حرام کاری کے نمونے دکھلائے دوسرے ملکوں میں اس کی نظیر تلاش کرنا ایک عبث کوشش ہے۔ غرض چونکہ حضرت مسیح اور اُن کی والدہ کی نسبت یہود نا مسعود نے ایک طومار عیبوں کا جمع کر رکھا ہے اور جیسا کہ اُن کی ساری زندگی گناہ سے بھری ہوئی زندگی قرار دی ہے یہ نظارہ پادریوں کے لئے ایک نہایت عبرۃ کا نظارہ ہے اور اس سے سمجھ آسکتا ہے کہ کیونکر ہر ایک شخص کے لئے عیب جوئی کا میدان وسیع ہے۔ پھر ان خیالات میں پڑنا کہ دوسرے تمام نبیوں کو گنہگار قرار دیں اور مسیح کا نام معصوم رکھیں۔ گویا خود لوگوں کو توجہ دلانا ہے۔ کہ اُٹھو تم بھی یسوع مسیح کے عیبوں کی تلاش کرو۔ وہ یاد رکھیں کہ اس غیر مہذب اور گندے طریق میں پڑ کر ان کو کامیابی نصیب نہیں ہوگی اور نہ یہ شریفو اور نیک فطرت انسانوں کی عادت ہو سکتی ہے کہ خدا کے اُن مقدس نبیوں کو گالیاں دیں اور ان کا نام فاسق اور فاجر رکھیں جنکو اُس قادر حقیقی نے کروڑہا مخلوقات کا پیشوا ٹھہرا کر جاہ و جلال کے تخت پر بٹھا دیا ہے۔ خوب یاد رکھو کہ تم دوسرے نبیوں کو بد کہکر مریم کے بیٹے کو نیک نہیں بنا سکتے خدا کے تمام پاک نبی ایک وجود کے حکم میں ہیں۔ جب وجود واحد میں سے ایک عضو کی صحت خراب ہو جائے تو سارے وجود کی صحت خراب ہو جاتی ہے کسیکا عیب مت تلاش کرو کہ وہی عیب تم پر لگایا جائیگا۔ یہ گمان مت کرو کہ دوسرے نبیوں کو عیبناک ٹھہرا کر یسوع مسیح بے عیب ثابت ہو جائیگا بلکہ خدا کی غیرت جو اس کے پاک نبیوں کے لئے ہے وہ تمہیں دکھائے گی کہ یسوع کے مخالفوں نے سب سے زیادہ اس کے عیب دکھلائے ہیں یہانتک کہ اُنھوں نے اس کی والدہ کی عزت پر حملہ کر کے یسوع کی ولادۃ کو بھی عیبناک صورۃ میں دکھایا ہے پھر معصوم کیا اور عصمت کس بات کی۔ یہ قرآن شریف کا مسیح اور اس کی والدہ پر احسان ہے کہ کروڑہا انسانوں کی یسوع کی ولادۃ کے بارے میں زبان بند کر دی اور اُن کو تعلیم دی کہ تم بھی کہو کہ وہ بے باپ پیدا ہوا تھا ورنہ اگر قرآن بھی وہی رائے حضرۃ مسیح کی ولادۃ اور ان کی ماں کی چال چلن کی نسبت ظاہر کرتا۔ جو یہودیوں نے ظاہر کی تھی تو تمام دنیا اسی کثرۃ رائے کی طرف مائل ہو جاتی اور صرف درگاہ اس کا نتیجہ یہ ہوتا کہ حضرۃ مسیح اور ان کی ماں کی معصومیت ثابت کرنا ایک امر محال اور غیر ممکن ہو جاتا۔ اور گو اب بھی لوگوں کو اس جدید منطق کی طرف راہ نہیں کہ کیونکر روح القدس کنواری عورتوں کو عطیہ حمل عطا کرتا ہے اور نہ کسی کے پاس اس کی نظیریں ہیں۔ لیکن چونکہ اسلام نے وحی الٰہی کی اطاعت سے اِس قسم کے حمل کو مان لیا ہے اس لئے ایمانی رنگ میں نہ کسی دلیل سے مسلمانوں کو قبول کرنا پڑا کہ ایسا ہی ہوگا۔

اب حاصل کلام یہ ہے کہ مسیح کا یہ کہنا کہ مجھے کیوں نیک کہتا ہے اس سے یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتی کہ مسیح اس طرح کی تعریف سے ناخوش تھا جب تک اس کو خدا خدا کر کے نہ پکارا جائے بلکہ ہر ایک ایماندار کا کانشنس اسی پر گواہی دیتا ہے کہ مسیح نے خدا کی عظمت اور جلال کو یاد کر کے اپنی فطرتی کمزوریوں کو تصور میں لاکر نہ چاہا کہ اس کو نیک کہا جائے ہاں یہ ممکن ہے کہ مسیح نے اس کلمہ سے اُس نیک کہنے والے کو یہ بھی جتلایا کہ جب تم لوگ اپنے دلوں میں مجھے اچھا نہیں جانتے اور کہتے ہو کہ یہ شخص شراب خوار اور بے قید اور اجنبی عورتوں سے تعلق رکھنے والا اور ماں باپ کی عزت نہیں کرتا اور نہ سبت کی تعظیم کرتا ہے بلکہ میری ماں پر بھی ایسی ایسی تہمتیں لگاتے ہو تو پھر مجھے نیک کہنا کیا فائدہ۔ زبان سے وہی بات کہو جو تمہارے دل میں ہے یہ خیال اس لئے قرین قیاس ہے کہ یہود اب تک مسیح کو اچھا نہیں جانتے۔ جس شخص نے یہودیوں کی کتابیں دیکھی ہونگی یا اُن کے علماء سے مسیح کے چال چلن کی نسبت کچھ استفسار کیا ہوگا وہ میرے اس بیان کی تصدیق کریگا کہ عیسائیوں نے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جو نکتہ چینی کی ہے۔ وہ اُس نکتہ چینی سے بہت ہی تھوڑی ہے جو یہودی حضرۃ عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت کیا کرتے ہیں کوئی ایسا الزام جو تقویٰ اور نیک چلنی کے برخلاف ہو تصور میں نہیں آسکتا

جو یہود نے حضرۃ مسیح اور اُن کی ماں اور اُن کے حواریوں پر نہیں لگایا جس قدر گستاخی سے حضرۃ مسیح اور ان کی ماں کی نسبت انہوں نے عیب شماری کی ہے ایک مسلمان کی قلم وہ نہیں نکل سکتیں لیکن یہودیوں کے اعتراض کو توڑنا سہل بات نہیں وہ خدا کے مقدس کلام کو پیش کر کے کہتے ہیں کہ ضرور تہا کہ سچے مسیح سے پہلے ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آتا جیسا کہ ملاکی کی کتاب میں صراحت موجود ہے پھر ابن مریم سچا مسیح کیونکر ہو سکتا ہے کیونکہ اُس کے آنے سے پہلے ایلیا آسمان سے نازل نہیں ہوا۔ یہودی مسیح کی اس تاویل کو نہیں مانتے کہ ایلیا کے نزول سے مراد کوئی اور شخص ہے یعنی یوحنا جو ایلیا کے خو اور طبیعت پر آیا وہ کہتے ہیں کہ یہ ملحدانہ تاویل ہے اور ایک اور گناہ ہے جو اُس سے ظہور میں آیا کیونکہ اس نے اپنے تئیں مسیح صادق ٹھہرانے کیلئے خدا کے کلام کی تحریف کی۔ ایک یہودی فاضل اپنی کتاب میں جو اسوقت میرے سامنے رکھی ہے لکھتا ہے کہ ہمارے لئے خدا کے سامنے یہ حجت بس ہے کہ خدا نے ملاکی نبی کے صحیفے میں یہ خبر دی ہے کہ خود ایلیا نبی دوبارہ دنیا میں آویگا نہیں کہا کہ اس کا مثیل آئیگا۔ پھر ان کا ایک اور اعتراض یہ ہے کہ انجیلوں میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ مریم روح القدس سے حاملہ ہوئی تھی لیکن اعمال باب ۲-۳۰ میں لکھا ہے کہ خدا نے داؤد نبی سے قسم کھا کر کہا کہ مسیح تیری نسل سے ہوگا اگر مسیح روح القدس سے ہے تو داؤد کی نسل کیسے ہو سکتا ہے اور توریت سے ظاہر ہے کہ نسل مرد سے کہلاتی ہے ؛

یسوع کی علمی غلطیاں

اس امر کا لکھنا بھی اس جگہ غیر موزوں نہیں کہ جسقدر مسیح کی عصمت اور راستبازی کے بارے میں یہودیوں نے نکتہ چینیاں کی ہیں عیسائی قوم کے بعض محققوں نے اُن سے کم نہیں کیں وہ کہتے ہیں کہ انسان معصوم وہ ہوتا ہے کہ جو غلطی کرنے سے بھی معصوم ہو اور گنہ سے بھی معصوم ہو لیکن مسیح سے دونوں رنگ میں خلاف عصمت حرکات صادر ہوئی ہیں وہ آخر عمر تک شراب پیتا رہا اور شراب پینے کا حامی تہا اور شراب پینے والی اور بدکار عورتوں کی اُس کے پاس٭ آمدورفت تھی وہ بعض ناکردہ گناہوں کی نقصان رسانی کا بھی موجب ہوا اور اُس نے شراب کو عشاء ربانی یعنی ایک مذہبی رسم میں داخل کر کے عیسائی مذہب میں ہمیشہ کیلئے برا نمونہ قائم کیا جسکا خمیازہ آج تک یورپ کی قوموں کو کھینچنا پڑا یعنی شراب کا رواج حد سے زیادہ ہو گیا۔ پس کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ گنہ سے معصوم تہا اور گنہ گار نہ تہا ایسا ہی وہ خطا سے بھی معصوم نہ تھا چنانچہ ظاہر ہے کہ اُس نے محض اپنی ذاتی غرض پر نظر رکھ کر الیاس کی دوبارہ آنے کی پیشگوئی کے حقیقی معنے ترک کر کے تاویل کے طور پر بیان کیا اور کہا کہ ایلیا خود نہیں بلکہ اس کی خو اور طبیعت پر کوئی اور آگیا ہے حالانکہ ملاکی نبی کے صحیفہ میں صاف لکھا تہا کہ مسیح سے پہلے ایلیا کا دوبارہ آنا ضروری ہے مسیح کو اس تاویل کی اس لئے حاجت پڑی کہ وہ حقیقی معنوں کے رو سے جو ظاہر الفاظ سے نکلتے ہیں سچا نبی بھی نہیں ٹھہر سکتا تہا چہ جائے کہ اس کو خدا بنایا جاتا۔ پس اسصورت میں اگر مسیح کی نسبت بہت ہی نرمی اور نیک ظنی کی جائے تب بھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ یہودیوں کے مقابل پر مسیح نے صریح غلطی کی راہ اختیار کی ہے یا یوں کہو کہ خواہ نخواہ سچا مسیح بننے کے لئے ظاہر اور کھلے کھلے معنوں کو عمداً ترک کر دیا ہے اگر مسیح نے صحت نیت اور ایمانداری سے انھی معنوں کو صحیح سمجہا ہے یعنے یہ کہ حقیقی طور پر ایلیا کی آمد ثانی مراد نہیں ہے بلکہ کسی اور کا آنا مراد ہے تو پھر اُس نے اپنی آمد ثانی کے بارے میں بھی معنے کیوں بیان نہ کئے کہ وہ خود دوبارہ دنیا میں نہیں آئیگا بلکہ کوئی اور شخص جو اس کی خو اور طبیعت پر ہوگا آئیگا۔ اب صاف ظاہر ہے کہ ایلیا کی آمد ثانی جس کے آج تک یہودی منتظر ہیں مسیح کے دعوے کو باطل کرتی تھی اور اس کو کاذب ٹھہراتی تھی اس لئے اُس نے اپنے تئیں سچا مسیح بنانے کے لئے یہی مصلحت دیکھی کہ ایلیا کی حقیقی آمد ثانی سے انکار کر دے بجز اس کے اُس کے لئے کوئی اور راہ نہ تھی اور نہ یہ قدرت تھی کہ اُس کو زندہ کر کے پیش کر سکتا لیکن اپنی آمد ثانی میں اُس کی ایک اور مصلحت تھی اور وہ یہ کہ مسیح کا یہ دعویٰ کہ داؤد کا تخت دوبارہ قائم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہوں اُس وقت صحیح ثابت نہیں ہوا اور جس قدر لوگ اس دعوے کی اُمید پر اُس کے ساتھ ہوئے تھے بہتیرے اُن میں سے مرتد ہو گئے لہذا مسیح نے اپنی کلام کو بدلکر یہ کہنا شروع کیا کہ میری بادشاہت زمین کی نہیں بلکہ آسمان کی ہے اس سے دوستوں کی امیدیں ٹوٹ گئیں کیونکہ یہودی تو زمین کی بادشاہت کے بھوکے اور پیاسے تھے وہ آسمان کی محض ایک وہمی بادشاہت سے کیونکر تسلی پکڑ سکتے تھے وہ تو اسی امید پر جیتے تھے کہ ایسا مسیح اُن کی قوم میں سے ظاہر ہوگا کہ جو زمین پر ایک زبردست بادشاہت قائم کریگا اور اُن کے دشمنوں کو ہلاک کر کے اُن کی ماتحتی سے ان کو نجات دیگا اب بجائے اس کے کہ ان کی سالہا سال کی امیدیں پوری کی جاتیں حضرۃ مسیح اس طرح پر اُن کو تسلی دینے لگے کہ نجات دینے سے مراد گناہ سے نجات دینا ہے اور بادشاہت سے مراد آسمانی بادشاہت ہے اور ایلیا سے مراد یوحنا ہے جو اُس کی خو اور طبیعت پر آگیا ان استعاروں پر ایمان لاؤ اور غیر قوموں کی ذلت غلامی کرو اور خوش رہو میں تمہارا ضرور منجی ہوں مگر روحانی طور پر اور ضرور بادشاہ ہوں مگر آسمانی طور پر اب وہ بیچارے مصیبت کے مارے جو غیر طاقتوں کے پیروں کے نیچے کچلے گئے

٭ یہ مریم مگدلینی اور نیز اس فاحشہ عورۃ کی طرف اشارہ ہے جس نے مسیح کے سر پر اپنا عطر ملا اور نیز اس قصے کی طرف اشارہ ہے جو یہودیوں میں مشہور ہے جو مسیح ایکدفعہ ایکعورۃ پر عاشق ہو گیا تہا اور اُس کی وجہ سے بعض بزرگوں نے ہمیشہ کے لئے

تباہ ہوگئے برباد ہوگئے ویران ہوگئے ملک سے جلاوطن کئے گئے غلام بنائے گئے ذلیل کئے گئے ایسے منجی کو کیا کرتے اور ان چند لفظوں پر کیونکر خوش ہوسکتے تھے کوئی عمدہ نمونہ بھی تو نظر کے سامنے نہ تھا حواری جنہوں نے اس منجی کو قبول کر لیا تھا وہ بھی تو طرح طرح کے لالچوں اور عیبوں میں گرفتار تھے جنہوں نے اس منجی پر ہی آخرکار لعنت بھیجی۔ پھر جبکہ یہودیوں کو کوئی نمایاں کرشمہ نجات کا دکھائی نہ دیا تو پھر وہ کیونکر مسیح کو منجی مان لیتے انھوں نے بار بار عرض کی کہ حضرت ہمارے گناہ ہونگے آپ کچھ فکر نہ کریں اس کا ہم خود تدارک کر لینگے ہمارے لئے اس کو چھوڑ رہنما توریت کافی ہے اور ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ آپ اسکا کچھ زیادہ تر بندوبست کر ہی نہیں سکتے کیونکہ آپ کے شاگردوں میں کوئی عمدہ نمونہ استقامت اور ترک دنیا کا ظاہر نہیں پھر ہمیں آپ روحانی نعمت کونسی دینگے ان باتوں کو جانے دیجئے ہم ان کو قبول نہیں کرسکتے بلکہ ایسی بیہودہ باتوں سے قوم کو زیادہ تر نفرت ہوتی جاتی ہے اگر آپ سچے مسیح ہیں اور نوشتوں کے موافق ہمارے دردوں دکھوں کو دور کرنے آئے ہیں تو ہماری قومی کمزوری کا کچھ بندوبست کیجئے۔ غیر طاقتوں کی سختی سے ہمیں رہائی دیجئے جلاوطن شدہ فرقوں کو پھر وطن کا منہ دکھایئے جسمانی مصیبتوں سے توریت کے وعدے کے موافق مخلصی دلایئے اور موسی کی طرح فرعونیوں پر ہاتھ صاف کیجئے پھر آپ ہمارے اور ہم تمہارے ہیں مگر ایسے مسیح کو ہم کیا کریں کہ جو ایک ذرہ بھی ہماری ان مصیبتوں کو دور نہیں کر سکتا جنہوں نے اسرائیل کی قوم کو آگ کی طرح کھا لیا اور لوہے کے تنور میں ڈال دیا۔ یہ یہودیوں کا ایسا سوال تھا جس کا جواب مسیح کو کچھ بھی نہیں آیا مگر وہ دل میں محسوس کر گیا کہ اب میں ان کے سامنے لاجواب ہوں تب اس نے چالاکی سے ایک تیسرا پہلو بدلا یعنے پہلے تو یہ کہا تھا کہ ابھی میں داؤد کا تخت قائم کرونگا اور جب وہ بات غیر ممکن نظر آئی تو جھٹ کہدیا کہ میری بادشاہت آسمانی ہے اور جب یہود نے آسمانی بادشاہت پر ہنسی اڑائی تو اب تیسرا پہلو یہ بدلا کہ اب تو میں زمین کا بادشاہ ہو نہیں سکتا باپ کی بھی مصلحت ہے مگر آخری زمانہ میں میں بڑے جلال کے ساتھ اترونگا اور اسرائیل کی قوم کو غیر طاقتوں سے نجات دونگا۔ اب جبکہ مسیح نے پیچھا چھوڑانے کے لئے دور کی ڈالدی اور دل میں یہ خیال کیا کہ اس قدر لمبے زمانہ کی کون تحقیقات کرے گا مگر یہودی بھی ان باتوں کے استاد تھے انھوں نے تاڑ لیا کہ یہ ٹوٹالتا ہے تب انھوں نے بادب عرض کی جسکا یہ خلاصہ تھا کہ پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد تب مسیح نے جھٹ چوتھا پہلو بدل دیا کہ ابھی بعض تم میں سے زندہ ہونگے کہ میں آجاؤنگا۔ اور تم ابن آدم کو آسمان کے بادلوں پر اترتے دیکھو گے تب یہودی اپنی درازی عمر کی خوشخبری پاکر خوش ہوگئے اور اس پر زیادہ بحث نہ کی کیونکہ انسان کا قاعدہ ہے کہ خوشامد کے لفظوں پر زیادہ جرح نہیں کرتا حضرت مسیح جیسا کہ انجیل میں استاد کہلاتا ہے اس حاضر جوابی کا استاد نکلا مگر افسوس کہ یہ پیشگوئی اس کی ایسا قابل شرم دروغ تھا جس کی تصریح کی بھی حاجت نہیں۔ غرض اس فرقے کے اعتراضات میں سے ایک تو یہی اعتراض ہے جو بیان کیا گیا اور یہ فرقہ لنڈن میں موجود ہے جو فری تھنکر کہلاتے ہیں اور ہمیشہ اخبارات اور رسالے انہی مضمون کے شائع کرتے رہتے ہیں عیسائی دوسروں پر حملہ کرتے ہیں اور وہ عیسائیوں پر۔ وہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ جبکہ مسیح الیاس ثانی کی نسبت جو بتصریح صحیفہ ملاکی میں موجود ہے یہ کہتا ہے کہ وہ آنا حقیقی طور پر نہیں بلکہ اس سے مراد یوحنا نبی ہے جو ایلیا کی خو اور طبیعت پر آیا ہے تو مسیح کو مناسب تھا کہ اپنی آمد ثانی کو اسی طور پر قرار دیتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا بلکہ دونوں موقعوں پر دو قسم کی مصلحت کو مدنظر رکھا ہے چونکہ ایلیا کی حقیقی طور پر آمد ثانی مسیح کے پہلے نہیں ہوئی اس لئے اس کو بات بنانے کے لئے کہنا پڑا کہ ایلیا سے مراد یوحنا ہے تا اپنا دعویٰ برباد نہ ہوجائے لیکن دوسرے موقع پر جہاں اپنی آمد ثانی کا ذکر ہے یہودیوں کے آنسو پونچھنے منظور تھے تا وہ جسمانی طور پر جیسا کہ وہ انتظار کرتے تھے منجی سمجھ لیں لہذا یہی کہدیا کہ میں ہی آجاؤنگا اور یہ سراسر فریب کا طریق ہے کہ ایلیا کی آمد ثانی کے وقت کچھ کہا اور اپنی آمد ثانی کے وقت کچھ کہا اور دونوں پہلوؤں میں اپنا ہی فائدہ مدنظر رکھا۔

یہ تو اعتراض ہے مگر یاد رہے کہ مسیح کا ہرگز یہ دعویٰ نہیں تھا بلکہ اس نے انجیل میں صاف طور پر اقرار کردیا ہے کہ میری آمد ثانی بھی ایلیا یعنی الیاس کے مانند ہوگی دیکھو متی باب ۱۷ آیت ۱۰ سے بارہ تک۔ اس میں مسیح نے صاف اشارہ کردیا کہ الیاس کو دو مرتبہ دکھ اٹھانا پڑا ایک اپنی آمد اول میں۔ دوسرے اپنی آمد ثانی میں جو بروزی رنگ میں تھی اور ایسا ہی مسیح دکھ اٹھائیگا صرف یہ فرق ہوگا کہ پہلے دکھ کے ساتھ محض صبر تھا اور دوسرے دکھ کے ساتھ ظفر مقدر تھی۔ پھر اسی انجیل کے ایک مقام میں لکھا ہے کہ مسیح چور کی طرح آئے گا دیکھو انجیل متی باب ۲۴ آیت ۴۳۔ اور ظاہر ہے کہ چور منہ چھپاکر آتا ہے۔ اپنی وضع بدلا کر آتا ہے اور ۱۔ سلاطین۔ اور ۲۔ سلاطین سے بخوبی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح کو الیاس کے سوانح سے بہت ہی مشابہت تھی مثلاً جن معجزات سے مسیح کو خدا بنایا جاتا ہے اور وہی معجزات ایلیا نے بھی دکھائے تھے بلکہ اس سے بھی بڑھکر کیونکہ ایلیا کے دشمن اس کی پیشگوئی

اور بد دعا سے اس کی نظر کے سامنے ہلاک ہوتے رہے مگر مسیح ایسا کر سکا پھر دوسری شابہت یہ ہے کہ جیساکہ نادان لوگون کا یہ خیال ہے کہ مسیح آسمان پر اٹھایا گیا یہی خیال ایلیا نبی کی نسبت یہودیون کا ہے کہ وہ آسمان پر اٹھایا گیا اور جیساکہ مسیح کی نسبت کم فہم لوگ اب تک یہ کہہ رہے ہین کہ وہ آسمان سے پھر نازل ہوگا ایسا ہی یہودیوں کا ایلیا کی نسبت اعتقاد ہے کہ وہ کبھی نازل ہوگا اور جیساکہ مسیح دکھ دیا گیا اس کے قتل کا ارادہ کیا گیا ایسا ہی ایلیا کے ساتھ بھی کیا گیا اور جیساکہ آمد ثانی بروزی طور پر تھی ایسا ہی مسیح کی آمد ثانی بھی بروزی طور پر ہے اسی کی طرف مسیح نبی یا ب ۱۷- آیت ۱۰ سے ۱۳ تک اشارہ کرتا ہے جس کا خلاصہ یہی ہے کہ جسطرح ایلیا نے اپنی آمد اول مین مخالفون کے ہاتھ سے دکھ اٹھایا اور پھر آمد ثانی مین بروزی طور پر دکھ اٹھایا ایسا ہی مسیح کے ساتھ ہوا اور ہوگا گو آخر وہ فتح یاب ہوکر خدا کا جلال ظاہر کریگا- غرض یہ اعتراض صحیح نہین ہے کہ داؤد کا تخت قائم کرنے کی پیشگوئی جب صحیح نہ نکلی تو مسیح نے اس غلطی کی پردہ پوشی کیلئے اپنی آمد ثانی کا وعدہ کیا گویا شک کرنیوالونکو سراسر فریب سے یہ اطمینان دینا چاہا کہ گو اب مین داؤد کے تخت کو قائم نہین کر سکا مگر آخری زمانہ مین مین دوبارہ آؤن گا اور پھر داؤد کا تخت قائم کرون گا کیونکہ جیساکہ ہم ابھی بیان کر چکے ہین مسیح نے ہرگز دعوے نہیں کیا کہ فی الحقیقت مین ہی دوبارہ آجاؤن گا ایسا خیال کرنا حضرت مسیح پر سراسر تہمت ہے بلکہ انھون نے یونس سے اپنے تئین مشابہت دیکر یہ سمجھایا کہ مین قبر مین داخل ہون گا مگر نہ مردہ بلکہ زندہ اور ایلیا سے اپنے تئین مشابہت دیکر یہ سمجھایا کہ میری آمد ثانی ایلیا کیطرح ہوگی اور دو نون قسم کی آمد مین جاہل لوگ مجھ سے دشمنی کرینگے جیساکہ ایلیا سے کی سو آج یہ سب باتین پوری ہوگئیں کیونکہ جبکہ یہ راقم مسیح کی روح کے رنگ سے رنگین ہوکر اور اس کے لباس مین ظاہر ہوا تو نہ مسلمانو نے مجھے قبول کیا نہ عیسائیون نے اور مین کافر ٹھہرایا گیا اور قتل کے فتوے لکھے گئے +

یسوع کی تعلیم کی غلطیان

اب پھر ہم اصل مطلب کی طرف رجوع کرکے لکھتے ہین کہ عیسائی قوم کے نکتہ چینیون نے جیساکہ مسیح کو اعمال کے رو سے غیر معصوم اور گنہگار ٹھہرانے کے لئے بہت کوشش کی ہے اور ایک بڑا ذخیرہ مخالفانہ کا اس کی نسبت طیار کیا ہے ایسا ہی اس امر کا بھی ثبوت دیا ہے کہ مسیح اپنے قول کے رو سے بھی معصوم نہیں تھا اور اس کی تعلیم خطا سے پاک نہین ہے مثلاً اس نے اپنے تمام شاگردون کو خصی ہونے کی ترغیب دی اور ظاہر ہے کہ خدا نے ہرگز یہ ارادہ نہین کیا کہ تمام انسان خصی ہوکر سلسلہ دنیا کا ختم کرین سو اس سے ثابت ہے کہ مسیح اپنے قول کے رو سے ہرگز معصوم نہیں اور ایسی عقل اس کو ہرگز عطا نہین کی گئی تھی جو غلطی سے اس کو بچاتی پس جس خدا نے اس کو غلطی سے نہیں بچایا کیونکر یقین ہو کہ اس کو گناہ سے بچایا ہوگا اور مسیح خود اقرار کرتا ہے کہ معصوم العمل نہ ہونا ایسا خطرناک نہیں جیساکہ معصوم القول نہ ہونا جیساکہ وہ کہتا ہے کہ جو چیز اندر جاتی ہے وہ انسان کو ناپاک نہین کرتی ہے جو اندر سے نکلتی ہے یعنے برے کلمے جو کفر اور فسق کی تعلیم دیتے ہین حقیقی گناہ بھی ہے اور عملی گناہ انکی فرع ہین +

ایسا ہی مسیح کی تعلیم کا ایک یہ بھی مسئلہ ہے کہ خدا بیٹ مین رہا- خدا پیدا ہوا- خدا نے بچہ دیا- خدا بچہ بنگیا- اور خدا بجز اس کے پورا خدا نہین ہوسکتا جبتک کہ روح القدس اس سے شامل نہ ہوا ور نیز یسوع ابن مریم بھی شامل نہ ہو اور جب یہ تین اکٹھے ہوجائینگے تب ان کو کہا جائیگا کہ یہ ایک خدا ہے ورنہ نہین اب ظاہر ہے کہ یہ کسقدر بیہودہ گمان اور خطائی القول ہے اگر مسیح گناہ سے معصوم ہوتا تو ان بیہودہ باتون سے بھی ضرور معصوم ہوتا کیونکہ اعمال مین نہ معصوم ہونے سے صرف اپنی ذات پر اثر بد پڑتا ہے لیکن اقوال مین نہ معصوم ہونے مین تمام دنیا پر بد اثر پڑتا ہے اور جو شخص اپنے اعمال مین معصوم نہین وہ صرف آپ ہلاک ہوتا ہے اور جو شخص اپنے قول مین معصوم نہیں وہ نہ صرف اپنے تئین ہلاک کرتا ہے بلکہ تمام بنی نوع کو ہلاک کرنا چاہتا ہے بلکہ قولی گناہ بہ نسبت فعلی گناہون کے زیادہ سخت ہین کیونکہ جھوٹ اور بیجا مبالغہ اور گالی اور لعنت اور بدزبانی اور کفر اور شرک اور جھوٹی گواہی یہ سب قولی گناہ ہین اور کچھ شک نہین ہے کہ یہ فعلی گناہ سے بدرجہا بڑھکر ہین ظاہر ہے کہ عملی گناہ کے لئے ہمیشہ کا جہنم نہین مگر قولی گناہ کے لئے ہمیشہ کا جہنم ہے -

مذکورہ بالا عیسائیون کا ایک یہ بھی اعتراض حضرت عیسی علیہ السلام پر ہے کہ یسوع مسیح کی یہ تعلیم جیساکہ عیسائی صاحبان سمجھے بیٹھے ہین کہ انسان اعمال سے نہین بلکہ یسوع مسیح کے خون سے نجاۃ پائیگا- اس تعلیم نے کروڑہا بندون پر گناہ کے دروازے کھولدیے ہین- اور فسق و فجور اور بے قیدی مین جو کچھ حالت یوروپ کی ہورہی ہے اور جسقدر اکثر ان کے صلاحیت اور ضبط شہوات

انوار احمدیہ پریس قادیان مین شیخ یعقوب علی تراب احمدی ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا

جوہر عشبہ مغربی یا سارسا پریلا

شیشی خورد ۸ / عہ — شیشی کلان ۲ /

ان امراض کا عروج بڑے بتدومد سے سلطنت جسم مین تباہی کرنیوالا ہوتا ہے اس کے غروب کرنیکا آلہ اگر کوئی ہے تو ہمارا یہی جوہر عشبہ ہے۔ جب بگاڑ خون انتہا درجہ تک پہونچکر خون کو ردی کردے تو اس کو کوئی درست کر سکتا ہے تو یہی جوہر عشبہ ہے یہ مرض کوڑہ تو نہین بلکہ عالم وجود کو کھوتا ہے۔ جوہر عشبہ انسان کے خون کو صاف کرنیکے لئے مسلم حکماء سلف وخلف کا نسخہ ہے۔ اس کے پینے والے کا خون گندہ نہین ہوتا یہی وجہ ہے کہ اس کو محافظ صحت کہا جاتا ہے۔ عشبہ مغربی کو میڈیکل آفیسر پروفیسر علوم طب اور حکماء نے یقینی علاج سمیت خون سے دور کرنیکا قرار دیا ہے یہ جوہر عشبہ جوانی کے جوش غلط کاری سے جب آتشک کا زہر خون کو تباہ کر کے گوناگون رنگون مین ظاہر ہوتا ہو تو اس وقت بھی ایک فاد زہر ہے جسکے استعمال سے درد مفاصل۔ تیرگی خارش۔ پھوڑے۔ پھنسی۔ زخمون کا جلد اندمال کرتا ہے۔ خنازیر۔ ناصور۔ بھگندر چنبل یا جب جسم سے چھلکے اترین یا تبدیل موسم پر جسم پر دھبے۔ سوکھی خارش۔ چہرہ پر بدنما داغ پیدا ہوتے ہین۔ تو وہ یہ عرق ہے جو ان جملہ ٹیلی بیماریون سے نجات دیتا ہے۔ سوزاک کے بعد جو ہاتھون اور پاؤن کے تلون مین جلن رہتی ہو۔ ہڈیان درد کرتی ہون۔ ریح کا درد۔ عرق النسا اور عورتون کے رحم کے بگاڑ اور تلون کے درد وغیرہ کو بھی دور کرتا ہے۔ شیشی کلان سے محصولڈاک ۸ / شیشی خورد ۸ / عہ

منجن مستحکم دندان

یہ وہ منجن ہے کہ دانتون کو جلا دیتا ہے گویا ہیرے کو ہیرا ہی دکھا دیتا ہے آنکھ گئی جہان گیا۔ دانت گئے سواد گیا اس سے دانت موتیون کی طرح چمکدار مضبوط صاف ہو جاتے ہین۔ بدبو۔ میل دور۔ منہ سے لیسدار رطوبت کا فور مسوڑے مضبوط اور خون جانا رک جاتا ہے (۴ تولہ) عہ۔ محصول ۴ /

صدق الله العلام فیما اوحی الی الامام علیہ الصلوٰۃ والسلام حیث قال انہ اوی القریۃ ولولا الاکرام لھلک المقام

طاعون عذاب الٰہی ہے

(جو خدا تعالےٰ کے مرسل کی تکذیب وانکار کے باعث نمودار ہوتا ہے)

روغن نوری - یہ روغن امراض وبائیہ خصوصاً طاعون وہیضہ سے محفوظ رہنے کے لئے عجیب ہے جو سعید لوگ حفظ ما تقدم استعمال کرینگے وہ انشاء اللہ السلام بفضلہ تعالےٰ مبتلائے طاعون وہیضہ نہ ہونگے کیونکہ اجرام وبائیہ ان کے ابدان مین داخل ہوتے ہی ہلاک ہو جائینگے اگر مبتلائے مرض کو دین۔ تب بھی اسی طور بفضلہ تعالی مریض شفایاب ہو جاتا وہ ازین اس کے استعمال سے تپ محرقہ۔ کالی کھانسی متلی۔ قے۔ اسہال۔ پیچش (مروڑ وخون آنون) کا آنا۔ جناتی بیماری۔ سوزش سینہ۔ قصور ہضم۔ ضیق النفس۔ نفث الدم و ابتدائی سل، درد گوش۔ درد کان۔ ناسور۔ خنازیر۔ زخم آتشک۔ بھگندر۔ پھوڑے پھنسیان۔ بواسیر کے زخم۔ زہر بچھو۔ زہر زنبور وغیرہ ہر قسم کے زخم بہت جلد بفضلہ تعالےٰ دور ہوتے ہین ایسا سریع الاثر اور مفید دوا کم ہوگی قیمت فی شیشی عہ /

عطر روح افزا مصلح ہواء وبا

یہ عجیب عطر ہے اس کا پھوا مکان مین رکھو تو علاوہ تعطیر وتفریح طبع کے مضر ہوا وبائی کی اصلاح ہو جاتی طاعون وہیضہ ہو وہان اس کا استعمال بہت مفید ہے قیمت فی شیشی عہ /

کشتہ سم الفار آتشہ دماغ واعصاب قیمت فی تولہ آٹھ /. **کشتہ سیماب** مصلح شیر ومصفی خون عہ / محصول ذمہ خریدار ہے

المشتہر

حکیم نور محمد پروپرائٹر نوری شفاخانہ لاہور

حب قبض کشا بمحصول

حکماء کا قول ہے کہ قبض اور صحت ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے جنکو وقت پر پاخانہ صاف نہ آئے۔ طبیعت اُن کی پریشان سر مین درد۔ منہ بدمزہ۔ سر بھاری پیٹ مین ریاح۔ منہ سے بدبو۔ زبان میلی رہتی ہے ان گولیون کے استعمال سے ورم جگر نفخ۔ قراقر دل کا دھڑکنا۔ جسم کا ٹوٹنا سُن ہو جانا۔ کثرت تھوک۔ کمی اشتہا وغیرہ دور ہو جاتی ہے ایک گولی رات کو دودھ کے ہمراہ کھانے سے اور صبح اجابت با فراغت آجانے سے طبیعت بشاش۔ جسم ہلکا۔ انسان چست اور چالاک اور توانا رہ سکتا ہے اور یہی بھید عمر طبعی کو پہونچنے کا ہے + دو درجن عہ /

پتہ

زبدۃ الحکماء حکیم ڈاکٹر غلام نبی ایڈیٹر رسالہ حافظ صحت لاہور موچی دروازہ اعوان منزل

اس رعایت سے آپ فائدہ اٹھائین

دفتر الحکم کی تعمیر کی خوشی کے شکریہ مین ۲۱ جولائی ۱۹۰۲ء سے ۲۱ ستمبر ۱۹۰۲ء تک جدید خریداران اخبار سے الحکم کی قیمت صرف چار روپے لیجاوے گی اور جو کتابین کہ مطبع انوار احمدیہ کی اپنی ملکیت ہین جن کی فہرست ذیل مین درج ہے وہ پرانے خریدارون کو نصف قیمت پر اس عرصے مین دیجاوینگی جس سے وہ صرف ایکبار فائدہ اٹھا سکتے ہین خواہ ایکبار ایک نسخہ خریدین خواہ ایک سے زیادہ ÷

فہرست کتب

تفسیر القرآن پارہ اول رعہ - رپورٹ جلسہ سالانہ سنہ ۹۷ء عصر - الانذار ۴ر - حضرت اقدس کی تقریر ۲ر حضرت اقدس کی پہلی تقریرین ۲ھر - اصلاح النظر ۲ر - سراج الدین عیسائی کے چار سوالون کا جواب ۲ر - برہان الحق ۳ر سلک مروارید ۱۲ر

تمام درخواستین دفتر الحکم مین آنی چاہئین

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

علاج طاعون

حضرت اقدس جناب مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بذریعہ اشتہار علاوہ سچی توبہ واستغفار و تقوی و طہارت جدوار خالص کی گولیان اور عرق جس کا نسخہ جناب نے اُسی اشتہار مین درج فرمایا ہے۔ طاعون کے لئے استعمال کرنیکا حکم فرمایا تھا اور خدانخواستہ طاعون کی گلٹی بغل ران یا گردن کے نیچے نمودار ہو تو مرہم عیسی لگائی جاوے سو اس عاجز نے اس اشتہار کے موافق احباب کی سہولت کیلئے گولیان عرق اور مرہم تیار کی ہے قیمت بہت کم رکھی گئی ہے اس دوا کے فائدے کی نسبت مین اس سے زیادہ نہین کہہ سکتا کہ یہ حضرۃ اقدس مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تجویز کردہ نسخہ ہے حفظ ما تقدم کیطور پر ضرور استعمال کرین ÷

پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ قیمت ادویہ علاوہ محصولڈاک مندرجہ ذیل ہے

قیمت ایکصد گولیان ۱۲ر - عرق شیشی کلان جو تقریباً ایکماہ کیلئے کافی ہوگی ۱۲ر
دو چند گولیان ۶ر - عرق شیشی خورد ۶ر - مرہم فی ڈبیہ ۸ر } ادویہ ارسال ہوگا ÷

ڈاکٹر شیخ عبداللہ صاحب سپرنٹنڈنٹ و معالج بورڈنگ ہوس مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان